درس حدیث

محمد اظہر مدنی

وہی داتا ہے......

عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لو انكم تتوكلون على الله حق توكله لرزقكم كما يرزق الطير، تغدو خماصا و تروح بطانا“ (اخرجه الترمذی/کتاب الزهد عن رسول الله صلى الله عليه وسلم/ باب فی التوكل على الله (٤/٥٧٣–٢٣٤٤) وابن ماجه /کتاب الزهد/ باب التوكل واليقين (٢/١٣٩٤–٤١٦٤) واحمد (١/٣٣٢–٢٠٥)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بیان فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: کہ اگر تم اللہ پر اس طرح بھروسہ کرو جس طرح بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں ایسے ہی رزق دیگا جس طرح وہ پرندوں کو رزق دیتا ہے جو صبح کے وقت خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کے وقت پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔

تشریح: رزق کا معاملہ بہت ہی اہم اور حساس ہے۔انسان اپنی پوری زندگی اسی نقطہ پر ختم کر دیتا ہے کہ وہ کیسے اور کہاں سے رزق حاصل کرے؟ اور اس کے لیے جتنے وسائل واسباب ہو سکتے ہیں سب اختیار کرتا ہے۔ بسا اوقات حلت وحرمت کی بھی تمیز نہیں رکھتا اور کسب معاش کے لیے اپنا ایمان وعقیدہ بھی خراب کر بیٹھتا ہے اللہ واحد کی ذات میں شرک بھی کر ڈالتا ہے اور توکل جیسی عظیم عبادت جو صرف اللہ تعالیٰ قادر مطلق کے لیے خاص ہے اس میں بھی شرک کرتا ہے اور اللہ کی ذات پر جس طرح توکل کرنا چاہئے تھا اس کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتا اور غیر اللہ پر توکل کرتا ہے، اسی کو داتا سمجھتا ہے جبکہ ایک بندہ مومن کا عقیدہ یہ ہونا چاہئے کہ اللہ کی ہی وہ ذات ہے جو رزق دینے والی ہے اسکے علاوہ کوئی نہیں جو کسی کو رزق پہونچائے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نام ہی رزّاق رکھا ہے۔جس کا نام ہی رزاق ہو اور جس کی صفت معطی ہو اس پر توکل اور اعتماد اسی کے شایان شان ہونا چاہئے۔اس سے چاہے جتنا مانگا جائے کم ہے اور وہ چاہے جتنا دے اس کے خزانے میں رائی کے دانہ کے برابر بھی کمی نہیں ہو سکتی۔اور رزق جس کے تعلق سے انسان اتنا پریشان رہتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے تمام مخلوقات کو روزی پہونچانے کی ذمہ داری اپنے اوپر لے رکھی ہے۔اسی لیے آپ دیکھتے ہیں ہر انسان بلکہ ہر مخلوق اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں سے مستفید ہو رہی ہے اور اسے اللہ کی طرف سے رزق مل رہا ہے اور تقسیمات رزق میں کوئی تفریق بھی نہیں ہے کہ وہ مومن ہے یا کافر، فاسق ہے یا فاجر، نیک ہے یا برا، حیوان ہے یا انسان۔ ہر ایک کو روزی مل رہی ہے اور وہاں سے مل رہی ہے جہاں سے وہ وھم وگمان بھی نہیں کر سکتا ہے۔لیکن جب انسان کا ایمان کمزور ہو اللہ کی ذات پر توکل واعتماد نہ ہو تو وہ بہت ساری چیزوں سے محروم ہو جاتا ہے اور در در کی ٹھوکریں کھاتا ہے اور اگر یہی توکل واعتماد اللہ کی ذات پر اس طرح ہو جس طرح اس کا حق ہے تو وہ ایسے ہی رزق دیگا جیسے خالی پیٹ بے حال پرندوں کو رزق دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:”وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّاعَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا “(ھود:٦) زمین پر چلنے پھرنے والے جتنے جاندار ہیں سب کی روزیاں اللہ تعالیٰ پر ہیں یعنی وہ کفیل وذمہ دار ہے۔زمین پر چلنے والا ہر مخلوق انسان ہو یا جن، چرند ہو یا پرند، چھوٹی ہو بڑی، بحری ہو یا بری ہر ایک کو اس کی نوعی یا جنسی ضرورت کے مطابق وہ خوراک مہیا کرتا ہے۔اور ایک مقام پر فرماتا ہے”مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ. اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ “(الذاریات:٥٧-٥٨) نہ میں ان سے روزی چاہتا ہوں نہ میری یہ چاہت ہے کہ یہ مجھے کھلائیں اللہ تعالیٰ تو خود ہی سب کا روزی رساں توانائی والا اور زور آور ہے۔اور سورہ حجر آیت ۲۱ میں ارشاد فرماتا ہے:”وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ، وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ “اور جتنی بھی چیزیں ہیں ان سب کے خزانے ہمارے پاس ہیں اور ہم ہر چیز کو اس کے مقرر انداز سے اتارے ہیں۔اور سورہ روم آیت نمبر ۴۰ میں اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے:”اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُم، هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّايُشْرِكُوْن “ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر روزی دی پھر مار ڈالے گا پھر زندہ کر دے گا بتاؤ تمہارے شریکوں میں سے کوئی بھی ایسا ہے جو ان میں سے کچھ بھی کر سکتا ہو؟ اللہ تعالیٰ کے لیے پاکی اور برتری ہے ہر اس شریک سے جو یہ لوگ مقرر کرتے ہیں اور ایک دوسرے مقام پر وعدہ کئے گئے رزق کا ذکر فرماتا ہے” وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْن “ (الذاریات:٢٢) آسمان میں تمہارا رزق ہے اور وہ بھی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔

جس رزق کے بارے میں اتنی صاف اور واضح تعلیمات جاری کی گئی ہوں اور وہ بھی وعدہ کی شکل میں ہو تو ایسی صورت میں ہمارے ایمان میں مزید اضافہ ہونا چاہئے اور اللہ کی ذات پر توکل اور اعتماد ہونا چاہئے اور اس کا شکر بجالانا چاہئے اور قضاء وقدر پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ تنگی وخوشی دونوں صورتوں میں رب سے راضی برضا اور خوش رہنا چاہئے اور رزق کے جو حلال وسائل ہیں جس کی طرف شریعت نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے ان کو اپنانا چاہئے اور ان اسباب وسائل کو اختیار کر کے خوب خوب محنت کرنی چاہئے اور حرکت کا دامن نہیں چھوڑنا چاہئے کیوں کہ حرکت میں ہی برکت ہے اور ہماری شریعت نے ہم سے زیادہ سے زیادہ مال کمانے کی ترغیب دی ہے اور اسے مستحسن قرار دیا ہے۔انبیاء کرام کا پیشہ تجارت رہا، بھیک مانگنا نہیں۔اللہ رب العالمین سے دعا ہے کہ الہ العالمین ہم لوگوں کو رزق حلال کے اسباب مہیا فرمادے اور ایمان، توکل واعتماد پر ثابت قدمی عطا فرمادے اور جب ہمارا خاتمہ ہو تو اس عقیدہ کے ساتھ ہو کہ تو ہی داتا ہے۔تیرے علاوہ کوئی قطمیر کا بھی مالک نہیں ہے۔وصلی اللہ علیہ علی النبی وسلم تسلیما کثیرا۔ ☆☆

ادارية

اصغر علی امام مہدی سلفی

خیر امت کے تقاضوں کو پورا کیجئے

کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

آیئے! ایسے تصورات جو بسااوقات اخلاص و درستگی نیت کے باوجود فسادات اور اصلاح وسدھار کے بجائے بگاڑ، انتشار اور مزید اختلاف ونزاع کا ذریعہ بن جارہے ہیں اور ''مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' کے مصداق ہوتے جارہے ہیں، سے ہٹ کر عزم کے ساتھ میدان عمل میں صرف اور صرف مثبت پہلوؤں کو لے کر دیگر افکار وخیالات اور ذیلی معاملات سے الجھے بغیر آگے بڑھیں اور یہ عزم بالجزم کرلیں کہ ہم کو اپنے لیے، اپنی ملت کے لیے، اپنے ملک کے لیے، اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے لیے، عام انسانوں کے لیے، پڑوسیوں کے لیے، سفر کے پڑوسیوں اور ساتھیوں کے لیے، گھر کے پڑوسیوں کے لیے، ہم وطن بھائیوں کے لیے، پڑوسی بھائیوں اور آدم کی اولاد جن کے بدن میں ایک ہی خون دوڑ رہا ہے رنگ ونسل اور جگہ وجغرافیہ کے نام پر بھید وبھاؤ برتے بغیر انسانی بھائی چارہ اور دین وایمان کی بنیاد پر سب کے لیے اور ہرلمحہ کچھ نہ کچھ کر گذرنے کا جذبہ فراواں لیے ہوئے اور انجام کی پرواہ کیے بغیر چین کی سانس نہیں لیں گے اور اس خام خیالی کو کہ ''اکیلا چنا کیا بھاڑ پھوڑے گا؟'' اور اس وہم وگمان شیطانی اور ظلمت وزعم خرافاتی کو کہ جب بڑے بڑے لوگ، بڑی بڑی جماعتیں، جمعیتیں، حکومتیں اور بین الاقوامی ادارے اس حوالے سے کچھ نہیں کر پار ہے ہیں تو مجھ جیسا کمزور انسان کیا کر سکے گا، نور ایمانی سے کافور کر دیجیے۔ آپ تو انسان ہیں، صاحب ایمان ہیں، نیز کمزور ہو کر بھی شہ زور و پرزور ہیں۔ **المومن القوی خیر واحب من المومن الضعیف وفی کل خیر۔** (مسلم) ''طاقتور مومن کمزور مومن کی نسبت بہتر اور زیادہ محبوب ہے جب کہ خیر دونوں میں موجود ہے''۔ آپ میں کمزوری کے باوصف خیر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔

آپ کے اندر تو سب سے اچھا جو ہر ''خیر'' موجود ہے اور مال و جاہ اور قوت بھی آپ کے پاس بھاری مقدار میں ہے۔ البتہ آپ کی ڈھیر ساری

مدیر مسئول

اصغر علی امام مہدی سلفی

مدیر

مولانا محمد خورشید عالم

مدیر اعزازی: مولانا رضاء اللہ عبدالکریم مدنی

مجلس ادارت

مولانا محفوظ الرحمن فیضی، مولانا شہاب الدین مدنی، ڈاکٹر سعید احمد مدنی، مولانا اسعد اعظمی، مولانا طہ سعید خالد مدنی، مولانا انصار زبیر محمدی

اس شمارے میں

درس حدیث	۲
اداریہ	۳
دعوت الی اللہ اور امر بالمعروف	۸
اسلامی عقیدہ کی حفاظت	۱۲
اسلام میں اولاد کی تربیت اور والدین کی ذمہ داری	۱۴
راستے کے حقوق	۱۸
مدارس وجامعات کے طلبہ میں شوق تعلیم پیدا کرنے کے لئے...	۲۲
تاثرات	۲۴
رپورٹ: مجلس عاملہ	۲۵
مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز	۲۹
جماعتی خبریں	۳۱
اپیل	۳۲

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

بدل اشتراک

سالانہ	۱۵۰/روپے
فی شمارہ	۷/روپے
پاکستان	۵۰۰/روپے

بلاد عربیہ ودیگر ممالک سے ۳۵ ڈالر یا اس کے مساوی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند

اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

ویب سائٹ www.ahlehadees.org

ترجمان ای میل jaridahtarjuman@gmail.com

جمعیت ای میل jamiatahlehadeeshind@hotmail.com

طاقت قوی ترین مومن بھائیوں کے مقابلے میں کم نظر آ رہی ہے، آپ علم میں بھی ان سے کم نظر آ رہے ہیں اور تقویٰ میں بھی کچھ کمی ہے۔ لیکن یہ فطری امر ہے۔ کیونکہ اتقی، احسن، اکمل اور افضل اور کمتر وابتر کے معاملات تو عین فطرت ہیں۔ ''وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ'' (یوسف:۷۶) ''ہر ذی علم پر فوقیت رکھنے والا دوسرا ذی علم موجود ہے'' اور ''تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ'' ۔(البقرۃ:۲۵۳) ''یہ رسول ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے''۔ یہاں صاف صاف دکھائی دے رہا ہے کہ کچھ انبیاء بعض سے مفضول ہیں۔لیکن دنیا میں ایسا کوئی مفضول ہے جس سے افضل کوئی نہیں ہوا ہو؟ ہرگز نہیں۔ساری افضلیت، احقیت، فوقیت اس مفضول کے مقابلے میں بشرط صحت تعبیر ہیچ ہے، بلکہ ان کا تقابل وموازنہ اور مقابلہ کسی سے ہے ہی نہیں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک؟ اللہ تعالیٰ اکبر ہیں، بھلا کوئی نسبت وموازنہ ہے ان میں اور نبی اکرم ﷺ میں؟ لیکن سارے انسانوں سے افضل انبیائے کرام ہیں، البتہ افضل الانبیا تو امام الانبیا اور سید ولد آدم محمد ﷺ ہیں۔

آپ اگر صاحب ایمان ہیں تو آپ کا ایمان وکردار بولے گا اور کمزور ومفضول ہونے کے باوجود آپ سارے انسانوں کے لیے مفید ومحسن ہوں گے۔آپ گرچہ اپنوں کے مقابلے میں اور اپنے سے زیادہ قوی ایمان والے بھائیوں اور بزرگوں کے سامنے جتنا بھی مفضول نظر آئیں، لیکن اگر ایمان واخلاص کا ذرہ برابر بھی جوہر ہے جو کردار واخلاق کے سانچے میں ڈھل رہا ہے تو آپ بقیہ سب سے اچھے اور بھلے ہیں۔ میں یہی جذبہ اور قوت فکر وعمل آپ کے اندر اس تحریر کے ذریعہ پیدا کرنا چاہتا ہوں۔نہیں، بلکہ اس میں مزید تموج وتلاطم پیدا کرنا چاہتا ہوں، ورنہ اصل جوہر تو آپ میں پہلے سے موجود ہے۔ میں مانتا ہوں کہ آپ کے اندر جذبات اور طاقتوں کا سمندر ہے، مگر پر سکون ہے اور کبھی اس میں لہر پیدا ہوتی ہے تو اس کا رخ کسی اور طرف مڑ جاتا ہے۔آپ دریا بن کر نہیں ایک بوند ہی سہی بس اپنے اندر حرکت ونشاط اور قول کے ساتھ کردار پیدا کیجئے، پھر دیکھئے کہ کشتیاں ساحل مراد سے کیسے ہمکنار ہوتی ہیں؟ خواہ وہ فرد کی کشتی ہو یا معاشرے کی، ملک وملت کی ہو یا جماعت کی، یا جمعیت کی۔شرط یہ ہے کہ خالی خولی باتوں اور افکار پریشان کے حصار سے باہر آیئے، سنجیدگی و متانت اور ایمان وامانت کے ساتھ ایک قطرہ نیساں بنیے اور تاجور ہی نہیں تاجوران عالم کے سروں پر جڑے ہیرے وجواہر کی طرح تاج کا حصہ بن کر چمکدار بنیے اور موتی کی طرح چمکیے۔اس شر وفساد اور اصلاح وسدھار کے نام پر فساد پیدا کرنے والے معاشرے اور زمانے میں بہتر تو یہی ہے کہ اس کی جڑوں میں رہ کر پائیدار اور رس دار عروق اور رگ وریشہ بنئے اور جس کلمہ کے آپ قائل وفاعل اور حامل ہیں **لا الہ الا اللہ**، کے سچے پیکر بن کر **واصلها ثابت** کا بنیادی کام کر جایئے، اگر چاہتے ہیں کہ آپ، آپ کا گھر گھرانہ، معاشرہ، ملک وملت اور جماعت **وفرعها في السماء** کا سماں پیدا کرے۔ اس کے لیے آپ کو پوری انسانی تاریخ پر نظر رکھنی ہوگی۔انبیاء کرام کی ''اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ'' (القمر:۱۰) ''میں بے بس ہوں تو میری مدد کر'' ''اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ'' (الانبیاء۸۷) ''الٰہی تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، بیشک میں ظالموں میں ہوگیا'' سے لے کر ''اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّیْ وَحُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰهِ'' (یوسف:۸۶) ''میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں'' ''وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ'' (الاحزاب:۱۰) ''اور کلیجے منہ کو آ گئے'' اور **اللهم ان تهلك هذه العصابة من أهل الاسلام لا تعبد في الارض** '' (مسلم) اے اللہ! اگر اہل اسلام کی یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو زمین میں تیری بندگی نہیں ہوگی'' جیسی انتہائی بات درمعرض دعا آدم سے ایں دم تک ہر دور میں اہل ایمان کی کامیابی وکامرانی کا راز رہی ہے۔ورنہ ''وَالْعَصْرِ. اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ'' (العصر:۱-۲) ''زمانے کی قسم۔بیشک (بالیقین) انسان سرتاسر نقصان میں ہے'' میں بقسم الٰہی زمانہ کا ہر لمحہ انسان کی ناکامی پر شاہد عدل ہے۔لہٰذا اس نقصان اور عظیم خسارہ سے بچنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ ایمان سے مزین ہو کر اور روحانی قوتوں سے لیس و مسلح ہو کر کارزار عمل میں اتریں، گفتار کا غازی بننے کے بجائے کردار کا غازی بنیں، بے جا نقد وتبصرہ، نکتہ چینی اور عیب جوئی سے ہٹ کر فرد و جماعت اور ملک وملت کے اچھے کاموں میں معین ومددگار بنیں اور اس میں موجود خامیوں کو حکمت و دانائی سے اور لوگوں کو اعتماد میں لے کر دور کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کے لیے اگر عمل کر رہے ہیں اور ''اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ'' (یونس:۷۲) ''میرا معاوضہ تو صرف اللہ ہی کے ذمہ ہے'' والی نیت اور عمل ہے تو بلا دنیا کی مدح وثنا، شکوہ وگلہ اور ملامت ولالچ اور

خوف کی پرواہ کیے کام کیے جائیں۔ نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی بلکہ خالص قوم وملت کی خدمت اور خلق خدا کی بھلائی مطمحِ نظر رہے،تو کتنے بھی نامساعد حالات اور مایوس کن صورتحال ہو اوپر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی، نیچے اس کے دین کی سربلندی اوراس کے بندوں کی خیرخواہی اس کواس سے مجبور ومسرور کرے گی کہ وہ دل برداشتہ اور ناامید نہ ہواوراپنے حصے کا فریضہ اورحق اور ہمدردی کا مشن پورا کرے۔ دنیا اس کے باوجود بھی الزام لگائے،تہمت دھرے، بہتان تراشی کرے،نفس کا بندہ کہے اور ہر اخلاص وعمل کا صلہ ریاکاری وخودغرضی اور بے خودی بے سبب نہیں ہے،کی بات کر کے دے کر جذبات کو مجروح اورصدق دلی اور نیتی پر شک کرے اور دھبہ لگائے تو اس میں الجھنے، جواب دینے میں اوراپنی انرجی ، وقت اور ذہن و دماغ لگانے کے بجائے مومنین صادقین کی طرح ''وَاِذَامَرُّوْابِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا' ' (الفرقان:۷۲)''اور جب کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہوتا ہےتو شرافت سے گزر جاتے ہیں'' کا طریقہ اپنائیں اوراپنی دھن میں تن من دھن سے لگے اورمگن رہے،''من در چہ خیالم وفلک در چہ خیال'' کہتا ہوا گذر جائے،اور ''لَانُرِيْدُ مِنكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا''(الانسان:۹)''تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکرگزاری'' کی عملی تفسیر بن جائے۔

خصوصاً آج کی دنیا میں اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔اپنے ذاتی حالات کو درست اور بہتر بنانا ہوتو محنت ولگن سے جٹے رہیں۔اپنے گھر، خاندان اور معاشرہ کی ترقی چاہتے ہیں تو بلا کسی صلہ کے صبر وحکمت کے ساتھ فلاحی کاموں میں لگے رہیں اورملی،قومی اورحکومتی اچھے کام میں کیڑا نکالنا تو ویسے بھی ناجائز ہے اس لیےاس طرح کچھ کام ہورہاہے تواس کو بند کرنے ،اس میں رخنہ ڈالنے اور الجھانے کے بجائے اسے ہونے دیں، جوآپ اچھا کرسکتے ہیں اس میں کوتاہی نہ کریں۔ کتنے ہی اہم اورضروری سرکاری رفاہی اورسماجی کام ہیں جو ہماری تنقیدوں ،تبصروں اورکبھی کبھی ہماری اصلاحی کوششوں میں سختی کی وجہ سے رک جاتے ہیں۔گاؤں اورسماج کی کتنی ہی سوسائٹیاں اورانجمنیں ہیں جواپنی خامیوں کے باوجود جو کچھ کام کررہی ہوتی ہیں ہماری سختی اوراڑنگے واعتراض کی وجہ سے بےاثر اورختم ہوجاتی ہیں۔اس میں سنجیدہ طور پر سدھار کی جتنی کوشش ہوکریں،نفس کام کے رک جانے یابند ہوجانے کا سبب نہ بنیں۔ یہ اصلاحی قدم فساد کا پیش خیمہ ہی نہیں مکمل ناکامی کا سبب بن جائے گا۔ بہت سی سڑکیں اس لیےنہیں بن پائیں کہ اگراس کے ٹھیکداروں نے مستحکم ومضبوط اوراچھا کام نہیں کیا تو آپ نے اس کی اصلاح اور بہتری کے لیے ایسارویہ اپنایا کہ جس سے وہ پروجکٹ ہی رک گیا۔ کتنے گاؤں ندیوں اور دریاؤں کے کٹاؤ کی نذر ہوگئے۔ سرکاری باندھ باندھنے والے آئے اور چندبھی خواہوں اورخیرخواہوں کے زچ کرنے کی وجہ وہ جو کچھ ٹھوکر اور بند باندھ بنا رہے تھے وہ بھی نہ ہوسکا۔گاؤں کی کتنی ہی اس طرح کی کمیٹیاں تھیں جو لاکھ خرابی کے باوجود دینی، رفاہی، اصلاحی،سماجی اوراجتماعی کام کرجاتی تھیں ختم یا بےاثر ہوگئیں اور پوری نسل اور علاقہ میں بےراہ روی پھیل گئی۔بدقسمتی سےاس وقت پڑھے لکھے لوگوں کے علمی جوش،منصبی خروش اوراپنے تعلیم یافتہ ہونے کےغرور وغرہ نے قوموں کی امامت کے اصل جذبہ وصلاحیت سلب ہونے کی وجہ سے کتنی بنی بنائی جماعتوں کے بچے کھچے شیرازہ کو منتشر کرکے رکھ دیا ہے،ایک شیطانی وسوسہ پوری دنیا میں خصوصا مذہبی اور دینی لوگوں میں یہ پیدا ہوگیا ہے جو بسااوقات وسواس الخناس کے قبیل سے بھی ہوسکتا ہے جولوگوں کے سینوں میں رہ رہ کر اٹھتا ہے کہ اب ہم نوجوان بڑی بڑی ڈگریاں لے کرآ گئے اور بڑے اور بوڑھے لوگ انجمنوں پر، مدرسوں پر، جامعات ومساجد پر اوراوقاف واداروں پر قابض بنے بیٹھے ہیں، وہ جگہ چھوڑیں اورہمیں براجمان کریں۔اس میں بعضے ایسے بھی ہوتے ہیں جومخلص ہونے کے باوجود گاؤں کے من اورمزاج سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اپنے علم کے غرہ میں عجیب عجیب تصرفات کرتے ہیں۔جس سے اجتماعیت پارہ پارہ ہوکر رہ جاتی ہے اور انہی جیسے علم کے میدان کے شہسوار جو پہلے سے براجمان ہوتے ہیں خصوصا امامت وخطابت کے میدان کے سورما وہ بھلا کسی نووارد شیر کو کیوں کر برداشت کرسکتے ہیں؟ وھلم جرا ۔بےراہ روی کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور زیادہ جوگی مٹھ اجاڑ کی مثل صادق آنے لگتی ہے۔ انانیت ،نفسانیت اورنفرت کے بیج بودیئے جاتے ہیں۔آج بھی جولوگ جتھے داری، سرداری، گوتر، چودھری، اور پنچایتی نظام رکھتے ہوئے بہت سی خامیوں کے باوجود اپنا وزن رکھتے ہیں ان کے بہترین اثرات وثمرات سماج پر پڑتے دکھائی دیتے ہیں۔میں نے بارہا دیکھا ہے کہ یہ گاؤں اورسماج کے سرداراور سرپنچ جتنی عزت علماء اور پڑھے لکھے لوگوں کی کرتے ہیں، اتنی علماء وتعلیم یافتہ لوگ ایک دوسرے کی باوجود تفاوت علم ومعرفت اورسن وشعور کے نہیں کرپاتے ،چہ جائیکہ وہ عوام اورگھر گاؤں کے بڑوں کی عزت واحترام اور مان اورسمان کریں۔ اس کی بڑی وجہ علم ،اخلاق وآداب اوراس کی قیمت وحیثیت اور وقعت کو نہ جاننا

ہے۔ اپنے آپ کو اور سماج کو نہ پہچاننا اور علم برائے علم، حطام دنیا کا حصول، منصب وجاہ اور مال ومنال کی طلب اور دنیاداری میں انہماک ہی ان کی ترقی کی معراج ہے۔ بدقسمتی سے بمصداق حدیث نبوی ما ذئبان جائعان (احمد) بکریوں کے ریوڑ میں بھیڑیوں کی یلغار سے زیادہ نقصان دہ چیز آدمی کے اندر پائی جانے والی جاہ ومنصب کی ہوس ہے، کا شکار علمائے وقت بھی زیادہ بنتے جارہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ الفاظ وکلمات کے مفاہیم بالکل بدل گئے ہیں۔ علم کے تقاضے اور معانی ومقاصد برے ہوتے نظر آرہے ہیں۔ امر بالمعروف ایک دوسرے منکر کا روپ دھار چکا ہے۔ نہی عن المنکر سارے فسادات واختلافات کا پیش خیمہ اور نفاق وشقاق اور اختلاف وانانیت کا ثمرہ اور نتیجہ دکھائی دے رہا ہے۔ سلف صالح اور بزرگوں اور اکابر کے طریقہ کے نام پر ناخلف اور نفس پرستوں کی بھی ایک پلٹن تیار ہورہی ہے۔ اصحاب الاہواء اور اہل الادواء کی ساری خصلتیں کوٹ کوٹ کر بھری نظر آرہی ہیں اور ان کی سنتیں زندہ کی جارہی ہیں۔ ایسے حالات میں اپنے ایمان کی حفاظت اور اپنی آخرت کی سدھار کے ساتھ اپنے اردگرد کے بچاؤ کے لیے بڑی قربانی وجانفشانی کی ضرورت ہے۔

”یاتی علی الناس زمان الصابر فیهم علی دینه کالقابض علی الجمر (ترمذی)“ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ ان میں اپنے دین پر رہنے والا ایسا ہوگا جیسے ہاتھ میں چنگاری پکڑنے والا“ مدنظر اور درقلب وجگر رکھنا ہوگا۔ اور غیروں سے زیادہ اپنے اوپر نظر رکھنی ہوگی اور سب سے زیادہ قلوب کو امراض القلوب سے بچانے کے لیے جان توڑ کوشش کرنی ہوگی۔ کبھی کبھی شدت جذبات اور ایصال خیرات کی تڑپ میں اپنی خبر نہیں ہوتی، نہ دل پر نظر ہوتی ہے اور دماغ میں جو کچھ چل رہا ہے اس پر بھرپور قابو نہ رکھنے کی وجہ سے اعضاء وجوارح پر مکمل کنٹرول نہ ہونے کے سبب خصوصا لوح وقلم، زبان ولسان اور بیان واعلان، دست وپا، چشم وابرو، حالات اور جذبات کے رو میں بہتے جارہے ہیں۔ نیت درست ہوتی ہے اور جذبہ صادق ہوتا ہے مگر اپنے جذبات واحساسات عمل وکردار پر کڑی نظر اور بھرپور گرفت اور خصوصا محاسبہ مستمرہ اور ہر گھڑی اپنے عمل کا حساب وکتاب نہ رہنے کی وجہ سے ادنی غفلت کیا ہوئی کہ کسی ڈرائیور اور پائلٹ کے خیال بٹنے، دھیان ہٹنے اور آنکھ جھپکنے سے زیادہ بھیانک حادثہ ہوجاتا ہے، سب کیا دھرا ختم اور دیا لیا بھسم ہوجاتا ہے اور انسان اور ایمان ختم ہوجاتا ہے۔ اس لیے دوسروں کی اصلاح اور فلاح کے نام پر اپنی طرف سے ہرگز غفلت نہ برتنا ہی سب سے بڑی نیکی، ہوشیاری اور عقلمندی ہے۔ ورنہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر، دعوت الی اللہ، بندوں کا خیر خواہ اور خیر امت بننے کا خواب اور اس کو شرمندہ تعبیر کرنے کا عزم بالجزم اور عمل بالحزم خواب وخیال ہی نہیں وبال جان ہوجائے گا۔ اس لیے سلف، احوال عالم اور حوادث وتقلبات زمانہ سے زیادہ اپنی نگاہ ودل پر نظر رکھتے تھے، اعمال القلوب کے لیے تریاق القلوب تلاش کرنے، چوکنا رہنے اور ہمہ وقت سخت محاسبہ نفس کرنے پر سب سے زیادہ محنت صرف کرتے تھے، کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ ”اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ“ (یوسف:۵۳) ”بے شک نفس تو برائی پر ابھارنے والا ہی ہے“ اس لیے نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ کو ہی غالب رکھتے تھے۔ اور ہم دوسروں کا محاسبہ کرتے نہیں تھکتے یا تھک ہار کر، روٹھ کر، ناراض ہوکر بلکہ کبھی ناامید ہوکر بیٹھ جاتے ہیں اور ایک دوسرے شیطانی وسوسے میں پڑ کر اس واضح حکم ربانی کو فراموش کردیتے ہیں: ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا عَلَیۡكُمۡ اَنۡفُسَكُمۡ لَا یَضُرُّكُمۡ مَّنۡ ضَلَّ اِذَا اهۡتَدَیۡتُم“ (المائدۃ:۱۰۵) ”اے ایمان والو! اپنی فکر کرو، جب تم راہ راست پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں“ حالانکہ رسول امی فداہ ابی وامی کا ارشاد ہے: ”الکیس من دان نفسه و عمل لما بعد الموت“ (ابن ماجہ) ”عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے عمل کرے“۔

اور سچ ہے جو کسی نے برمحل کہا ہے:

صورت خورشید ہے دست قضا میں وہ قوم
کرتی ہے جو ہر گھڑی اپنے عمل کا حساب

لہٰذا آج ہی آپ اپنا ایک چارٹ بنالیں۔ اور دیکھئے، جائزہ لیجیے اور سختی سے اپنا محاسبہ کیجئے کہ آج اللہ جل شانہ کی خوشنودی کے لیے کتاب وسنت کی روشنی میں آپ نے اپنے لیے کیا کیا؟ بچوں کے لیے کونسے کارنامے انجام دیئے؟ کنبہ وقبیلہ، گھر وخاندان کے لیے کتنا سوچا اور برتا، نفع پہنچایا، جماعت وملت اور ملک وانسانیت کے لیے کیا کیا، کم ازکم ان کے لیے دعا کی یانہیں؟ رب کے حضور روئے یانہیں؟ گڑگڑا کر مانگا یانہیں؟ کتنے مریض ہیں جو سسک رہے ہیں، کینسر جیسے مہلک وموذی مرض کے شکار ہیں۔ حادثات وسانحات سے دو چار ہوکر بے بسی وکسمپرسی کی زندگی گذار رہے ہیں۔ حرب نے ان کو کرب عظیم میں مبتلا کر رکھا ہے۔ بچے بلک رہے ہیں، بیوائیں بے سہارا ہیں، یتیم بے بسی کی

تصویر بنے ہوئے ہیں۔ زخمی تڑپ رہے ہیں۔ بھوک و پیاس کی شدت نے ان کو فاقہ مستی میں مبتلا کر دیا ہے۔ نڈھال و بے حال پڑے ہوئے ہیں۔ بے گور و کفن کھلے آسمان تلے چڑیوں، پرندوں اور حیوانوں کا لقمہ تر بنے ہوئے ہیں۔ یہ درست ہے کہ آپ حاکم نہیں، آپ کے پاس لاؤ لشکر نہیں، مال نہیں اور اولاد نہیں، سامان و سلاح نہیں، مگر سب سے بڑا اسلحہ اور کارگر ہتھیار ''خیر'' آپ کے پاس ہے۔ آپ نے ان کے حق میں کبھی لب کشائی کی۔ وہ جن کو غیر کہہ رہے ہیں اور دنیا دار ہیں وہ بینک جاتے ہیں، پیسے لاتے ہیں، غلہ خریدتے ہیں، کم از کم ہوسپٹل جانے اور دوا و غذا پہنچانے کے لیے حرکت اور تگ و دو کرتے ہیں۔ آپ لب نہیں ہلا سکتے، ہونٹوں میں جنبش نہیں پیدا کر سکتے، ہاتھوں کو تھوڑی زحمت دے کر ان مظلوموں کے حق میں دعا کے لیے اوپر نہیں پھیلا سکتے، دل زندہ ہے، کیسے مان لیں کہ زندہ ہے؟ اس سے اٹھنے والی آہیں سنا ہے عرش کو ہلا دیتی ہیں۔ آپ درد دِل کے لیے پیدا ہوئے تھے ورنہ طاعت و عبادت کے لیے کروبیوں کی فوج ظفر موج کم نہیں تھی۔ پھر بھی آپ کا چھوٹا سا دل ہل نہیں پا رہا ہے۔ دھڑکتا نہیں، دہلتا نہیں اور مچلتا نہیں۔ ایسے عظیم و خطرناک حادثات و واقعات کو کم از کم محسوس تو کرنا چاہئے اور احساس تو جاگنا چاہئے۔ اندیشہائے دراز بے سبب نہیں ہے جو سب کو ستائے اور مظلوموں کو کھائے جا رہا ہے۔

مجھے ڈر ہے دل زندہ تو نہ مرجائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

آیئے عزم کریں کہ نجی، ذاتی، جماعتی، ملی و ملکی اور عالمی زندگی میں اپنا سب کچھ اللہ کے لیے حتی المقدور قربان کریں گے، اس کے لیے ہر طرح کے ایثار و قربانی سے کام لیں گے، دل میں درد قوم محسوس کریں گے، زبان و دل سے دعا کریں گے، ظالم کے ظلم سے نفرت کریں گے، اسے مظلوم جان کر اس کو امان و ایمان دینے کی سعی کریں گے تا آنکہ وہ ظلم سے باز آجائے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر مظالم و ابتلاؤں کو یاد کر کے آپ کے اسوہ عفو و درگذر اور دعائے مغفرت کو اپنائیں گے، عام مظلوموں کے حق میں دعا کریں گے، خیر خواہی کا دم بھریں گے، اتفاق و اتحاد کے لیے ہر طرح کی قربانی دیں گے، گھر سے لے کر زندگی کے ہر موڑ پر محبت کے علمبردار، امن و اخوت کے راجدوت اور قوم و ملت کے سپوت بنے رہیں گے۔ اس کے لیے فروتنی و انکساری اختیار کریں گے، خادم قوم بننا ہمارا طرہ امتیاز ہوگا۔ ہم خیر امت ہیں اور خدمت خلق کے لیے پیدا ہوئے ہیں اس لیے اخلاق و آداب امر و نہی بجالانا ہمارا وطیرہ ہوگا، صدق و صفا کو لازم پکڑیں گے، حلم و بردباری اور وفا شعاری ہماری ذمہ داری ہوگی، محبت و اخوت سے ہم ہر وقت سرشار رہیں گے، اسے جس قدر ہو نچھاور کرتے رہیں گے، بڑوں کا احترام، چھوٹوں پر رحم و کرم کریں گے اور شفقت و رحمت کا فرشتہ بن کر ان پر سایہ فگن ہو جائیں گے، یتیموں، غریبوں، بیواؤں، بے کسوں کا سہارا بنیں گے، ان کے سروں پر دست شفقت رکھیں گے، رشتہ داروں اور ماتحتوں کا خیال رکھیں گے، دست دعا دراز کریں گے، دست تعاون بڑھائے رکھیں گے، نیکی کے کاموں میں دامے درمے، سخنے گفتے ہر وقت لگے رہیں گے، جفا و جبر اور ظلم پر انتقام لینے کے بجائے عفو و درگذر سے کام لیں گے، چشم پوشی، ستر پوشی اور دوسروں کی عزت و آبرو کے محافظ بنیں گے، شرم و حیا بہت بڑا جوہر اور قیمتی ہیرا ہے، اسے سنبھال کر رکھیں گے، اسے بالائے طاق رکھنے والوں سے متاثر نہ ہوں گے، خاص طور پر آبگینوں اور کائنات کی رنگینیوں اور عصمت و عفت کے نگینوں کی حشمت و رفعت اور عظمت کو کہیں سے ٹھیس اور داغ نہ لگنے دیں گے اور ان کے حقوق کی پاسداری بڑی ہوشیاری و ایمانداری سے قرآن و سنت کی روشنی میں کریں گے کہ وہ ان کے حقوق کے علمبرداروں، انسانیت کے سوداگروں، عیاروں اور اندر کے سیہ کاروں اور سادہ لوحوں کے بھینٹ نہ چڑھیں۔ حسد و کینہ سے سینہ کو بالکل صاف رکھیں گے، تعصب و طرفداری اور بیجا جانبداری سے مکمل طور پر بیزاری کا اظہار دل و جان سے کریں گے، عجز و کسل مندی سے کوسوں دور رہیں گے، غفلت اور لہو و لعب سے مکمل اجتناب کریں گے، جماعت و جمعیت اور اجتماعیت کو لازم پکڑیں گے، اس سے کنارہ کشی اختیار کر کے ایسے بھیڑیوں کا نوالہ بننے سے بچیں گے، جو گلہ اور ریوڑ سے الگ ہو کر ہری اچھی گھاس کے لالچ میں دور نکل جانے والی بکریوں کو پھاڑ کھاتے ہیں، شعائر اسلام اور ارکان خصوصا نمازوں کی پابندی کریں گے، اللہ جل شانہ کی یاد سے کبھی غافل نہ ہوں گے، ذکر و فکر میں مشغول رہیں گے، صحبت صالح اختیار کریں گے، وعظ و نصیحت کی مجالس کو لازم پکڑیں گے، آل و اولاد کو بھی اس کا خوگر بنائیں گے۔ اللہ جل شانہ وعم نوالہ اور رحمۃ للعالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات قرآن و حدیث سے اپنا رشتہ اللہ تعالی کی خوشنودی کے لیے مربوط و مضبوط ترین رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

☆☆☆

ڈاکٹر رفیع اللہ مسعود تیمی

دعوت الی اللہ اور امر بالمعروف

پُرخطر راہوں میں عزم وحوصلہ کی ضرورت ہے

اللہ تعالیٰ نے دھرتی پر ایک انسانی سماج بنایا اور لوگوں نے اس سماج کو اپنے اعمال ظاہرہ سے یا تو مہذب بنایا یا اسے آلودہ کردیا۔ اس انسانی سماج کو خوب سے خوب تر بنانے کے لئے ارسال انبیاء ورسل کا ایک سلسلہ جاری فرمایا۔ انبیائی مشن کا خلاصہ دعوت الی اللہ اور توحید خالص تھا۔ دراصل سماج میں بسنے والے لوگوں کو اپنے خالق حقیقی کی معرفت حاصل کرلینا اور اس کی عبادت کرنا سماج کے بہتر ہونے کی دلیل ہے۔ جو سماج شرک وکفر اور شرکیہ عقائد ورسوم سے پاک ہوجائے، وہ اسلامی معاشرہ سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ انبیائے کرام نے دعوت الی اللہ کے فریضہ کو کامیابی کا زینہ قرار دیا اور ہمیشہ مصروف رہے۔ ان کی محنتوں کا ہی نتیجہ تھا کہ دنیا کے بیشتر حصوں میں بڑی آبادی مذہب اسلام سے روشناس ہوئی اور اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ کا سامان کرلیا۔ یہ سلسلہ آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور آخری نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوا۔ اس کے بعد بھی وارثین انبیاء نے اس فریضہ کی ادائیگی کو اپنا فرض منصبی جانا اور یہ سلسلہ تاقیام قیامت جاری رہے گا۔

اسلامی سماج میں جب جہالت ولاعلمی کا دور دورہ ہوتا تو بہت ساری خرابیاں درآجاتیں اور لوگ تعلق باللہ، امتثال اوامر اور اجتناب نواہی سے غفلت کا شکار ہوجاتے، وہاں ہر دور میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بھی حکم دیا گیا کہ اہل علم ودانش ایسے سماج میں اپنی اصلاحی کوششوں کو جاری رکھیں۔ اور سماج کو بھلائیوں کی طرف بلائیں اور برائیوں سے پاک کریں۔

اس نقطہ پر غور کرنا ضروری ہے کہ دعوت الی اللہ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کیا ایک ہی ہیں یا دونوں دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ اسی میں ایک مرحلہ تغییر منکر کا بھی ہے۔ اس تعلق سے بہت ساری غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں اور بعض نے سب کو ایک ہی سمجھ لیا ہے۔ دعوت کا نام ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر قرار دیا ہے۔ حالانکہ دونوں دو الگ الگ عظیم الشان کام ہیں۔ اور ان کے مراتب بھی متفاوت ہیں۔ سب سے پہلے دعوت الی اللہ کو لیجئے۔ یہ ایک اہم ترین فریضہ ہے جو دو نوعیتوں کو شامل ہے۔ یہ دعوت کبھی عام ہوتی ہے اور کبھی خاص ہوتی ہے۔

عمومی دعوت کا مطلب یہ ہے کہ عام لوگوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے خطوں اور دروس کا اہتمام کیا جائے یا ایسی کتابوں، رسائل وجرائد اور پمفلٹ کی اشاعت کی جائے جن سے عام لوگ استفادہ کریں اور یہ ان کی ہدایت کا سامان بن سکیں۔

خصوصی دعوت کا مطلب یہ ہے کہ ایک فرد واحد یا ایک پوری ٹیم کسی شخص معین یا چند افراد کے پاس جاکر ان کو اللہ کی دعوت دے۔ اسلام کی طرف بلائے۔ خواہ اس کی دعوت مطلقا کفار ومشرکین یا اہل کتاب یا غیر مسلمین کے لئے ہو یا ان مخصوص مسلمانوں کے لئے ہو جو اسلام کے خلاف محاذ آرا ہوں یا کسی ایسے کبیرہ کے ارتکاب کے باوجود اپنے ظن کے اعتبار سے اپنے موقف پر اڑ گئے ہوں کہ یہی حق ہے، حالانکہ حق ان کے خلاف ہو، ایسا شخص بھی دعوت کا محتاج ہے جو مسلمان ہو لیکن دین کے کسی معاملہ میں شک وشبہ میں پڑ گیا ہو، یا کسی حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرلیا ہو، ایسی صورت میں اس کے سامنے حق کو واضح کیا جائے۔ اور ایسی مثال حق بیان کی جائے کہ وہ اس پر قانع ہوسکے اور یہ امر بالمعروف کے باب سے نہیں بلکہ دعوت الی اللہ کے باب سے ہوگا۔ ایک داعی اور آمر کے درمیان فرق ہے۔ جس کی معرفت لازم ہے امر بالمعروف ونہی عن المنکر اعلی درجہ کا فریضہ ہے۔ آمر کے اندر ایک طرح کی قوت پائی جاتی ہے جو داعی کے اندر نہیں ہوتی ہے آمر کسی کام کو علی وجہ الاستعلاء طلب کرنا چاہتا ہے اور داعی کسی کام کی ترغیب دلاتا اور اس کو اپنانے پر ابھارتا ہے امر بالمعروف میں بھی فرق مراتب کا خیال رکھا جاتا ہے۔ ایک شخص بحیثیت آمر کسی کو حکم دیتا ہے تو اصلاً التماس ہی ہوا کرتا ہے الا یہ کہ آمر مامور سے عمر میں بڑا ہو تو وہ حکم کے درجہ میں داخل ہوسکتا ہے ورنہ وہ ایک التماس اور گزارش ہی ہے ہاں سماج میں بدلاؤ لانے والا اور اپنی طاقت وقوت کے ذریعہ منکرات کو مٹانے والا کبھی بھی آمر سے مختلف ہوتا ہے۔ اس کا درجہ بڑا ہوتا ہے اور اس کے پاس آمر کے مقابلہ میں طاقت زیادہ ہوتی ہے۔ وہ اپنے ہاتھ یا زبان کے ذریعہ سماجی برائیوں کے ازالہ کی کوشش کرتا ہے اور بہت حد تک کامیاب رہتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم سے مطلوب یہی ہے۔ ارشاد ہے: **من رای منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان لم يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان** (مسلم:٤٩، كتاب الايمان)

جو شخص تم میں سے کسی منکر (برائی) کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ سے بدلنا چاہیے۔ اگر اس کی طاقت نہیں ہے تو اپنی زبان سے بدلنا چاہیے اور اس کی طاقت نہیں ہے تو اپنے دل سے اور یہ بڑا کمزور ترین درجۂ ایمان ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ان مراتب کا خیال رکھنا اور اس کے مطابق سعی کرنا ہی کامیابی کی دلیل ہے۔ اس

حدیث میں فلیامر بیدہ کے بجائے فلیغیرہ بیدہ کے الفاظ مذکور ہیں اور استطاعت کی بات بیان کی گئی ہے۔ استطاعت کا معنی ہے کہ آمر وناہی اس کام کو بدل دینے پر قادر ہو۔ جب اس میں یہ قدرت موجود ہو تو اس کے اوپر ایسا کرنا واجب ہے۔ مثال کے طور پر کوئی شخص جب کسی کے پاس اشیاء محرمہ کو دیکھے اور وہ اس سے لینے اور ضائع کرنے پر قادر ہو تو ایسا کرنا واجب ہے اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو اپنی زبان کا استعمال کرے اور یہ امر بالمعروف کا دوسرا درجہ ہے۔ وہ سماج کو اس سے پاک کرنے کی غرض سے اولا اس کو تنبیہ کرے اور یہ خبر ان حکمرانوں اور ذمہ داروں تک پہنچائے جو انہیں لے کر ضائع کر سکتے ہیں۔ اگر کسی میں ان دونوں کی طاقت نہ ہو تو تیسرا درجہ اختیار کرے اور وہ دل سے بدلنے کی کوشش کرتا ہے۔ دل کے ذریعہ تغییر کا مطلب اس شئی کو مبغوض جاننا اور اس طرح کے انسانوں کی ہم نشینی اور مجالست اختیار نہ کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ (النساء:۱۴۰)

''اور اللہ قرآن کریم میں تمہارے اتار چکا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیتوں کا انکار کیا جارہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جارہا ہے تو ان کے ساتھ نہ بیٹھو یہاں تک کہ وہ کفار اس کے علاوہ کوئی اور بات کرنے لگیں، ورنہ تم انہی جیسے ہو جاؤ گے۔''

دوسری جگہ فرمایا: وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (الانعام:۶۸)

جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیتوں میں عیب جوئی کرتے ہیں، تو ان سے کنارہ کش ہو جائے۔ یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں اور اگر آپ کو شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد پھر ایسے ظالم لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھے۔

ان آیتوں کو پڑھنے کے بعد ایک شخص اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ وہ منکر کو دیکھے اور دل سے برا جانتے ہوئے بھی ان سے دوستی رکھتا ہے یا ان کی مجلسوں میں شرکت کرتا ہے یا ان کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے تو اس کا دل سے برا ماننے کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ اس کی ولایت اور مجالست نے اس کی عملی شکل کو پیش کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہ تغییر بالقلب کے درجہ میں شامل نہیں ہوگا۔ اگر کراہیت قلبی ہے تو ان سے علیحدگی اور ان کی مجلسوں سے دوری اختیار کرنا ضروری ہے، ورنہ جیسی سنگت ویسی رنگت کے مصداق بن جائیں گے۔

اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ غلط کرنے والوں اور معاصیان الٰہی ورسول کے ساتھ رہنا ان کے گناہوں میں شریک رہنا ہے۔ اس لئے وہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینا لازم ہے اور منکرات وسیئات سے باز نہ آنے والوں سے دور رہنا ہی کامیابی کی ضمانت ہے۔

موجودہ معاشرہ میں جہاں بڑی تعداد دعوت الی اللہ کی محتاج ہے وہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی کی اہمیت وضرورت میں اضافہ ہوگیا ہے۔ ایک طرف غیر مسلم سماج کو دعوت کی ضرورت ہے تو وہیں اسلامی سماج کے بگڑے ڈھانچے کو سنوارنے کی ضرورت ہے۔ اسلامی سماج میں درآئے منکرات وسیئات، بدعات وخرافات، غلط عقائد ونظریات اور رسوم کی اصلاح نہ کی جائے تو یہ بھی سماج جہالت کے دبیز پردوں کے نیچے دفن ہو کر اپنی اصلی شناخت کھو بیٹھے گا اور ارتدادی لہریں اس اسلامی سماج کو تباہ کر کے رکھ دیں گی، اور آج بڑے پیمانے پر یہی ہو رہا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل علم کا ایک بڑا طبقہ دعوت الی اللہ سے تو دور ہی ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض سے پہلوتہی اختیار کئے ہوا ہے۔ بسا اوقات اس عمل کو ہی حقارت کی نظر سے دیکھ رہا ہے، اور سماج کے غلط نظریات اور امور منکرات کے حامل اشخاص کی صحبتیں ان کو راس آرہی ہیں اور ایسے حالات میں ان کی دوستی اور مجالست امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی ادائیگی میں آڑے آرہی ہے۔ یہ عجب طرفہ تماشا ہے کہ مناصب اور عہدوں پر براجمان افاضل وشیوخ بھی دعوت الی اللہ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فرائض سے یکسر غافل ہیں اور ان کے پاس اس طرح کا کوئی خاکہ موجود نہیں ہے۔ قوم کے سرمایے جہاں ان کاموں میں صرف ہونے چاہئیں، وہ بے محل صرف ہو رہے ہیں، جن تنظیموں کے پاس اس کے لئے باضابطہ ڈپارٹمنٹ ہونے چاہئیں، وہاں دعوت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے نام پر خانہ پری کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اب خود غور کر سکتے ہیں کہ اس کے نتائج نجی زندگی اور سماجی زندگی میں کیا مرتب ہوں گے اور اسلامی سماج کا بیڑا کس طرح غرق ہو جائے گا۔ سماج کے بعض حضرات نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ دعوت الی اللہ ایک مشکل ترین راہ ہے اور یہاں پریشانیاں بہت ہیں۔ اس کے نتیجہ میں قید بامشقت کی زندگی ہے۔ ساتھ ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی پریشان کن فریضہ ہے وہ اپنے آپ کو ہدایت یافتہ سمجھ کر گوشہ نشین ہو گئے ہیں اور ان کے پاس کوئی پلاننگ نہیں ہے۔ مدارس اسلامیہ کے پاس کوئی دعوت اور امر بالمعروف کا مستقل خاکہ نہیں ہے الا ماشاء اللہ یہی صورت حال آج دعاۃ ومبلغین کا بھی ہے کہ وہ اچھے کردار وگفتار سے عاری ہیں، کسی کو شہرت کی پڑی ہے، کسی کو مال کی اور کوئی اپنے علم ودعوت پر متفخر ہے۔ خوشنودی الٰہی کے حصول کے بجائے عوام الناس کی خوشنودی اور تعریف کے مشتاق ہیں۔ سماج میں پیشہ ور اور مہنگے دعاۃ ومبلغین کے ناموں سے جانے جاتے ہیں۔ بعض کو سماج بے نمازی، بد اخلاق اور رنگین داعی وخطیب سے یاد کرتا ہے۔ ایسی صورتحال سے کبھی سماج میں اچھے نتائج کی امید نہیں کی جا سکتی۔ کانفرنسوں کا انعقاد اور جلوس وتقریبات مادی

منفعت کے حصول اور شہرت وافتخار کا ذریعہ بنتے جارہے ہیں لیکن ان کا مقصد بے سود ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کے انعقاد کو بند کر دیا جائے ایسا نہیں ہے۔ بلکہ خلوص اور نیک نیتی کو مقدم ہونا چاہیے تا کہ پروگراموں میں برکات وثمرات ظاہر ہوں۔ بعض فضلائے کرام اپنی تمام تر سہولیات کے باوجود جب تک اصحاب جلسہ وکانفرنس سے خطیر رقم نہیں لیتے اس وقت تک ان کو کسی پروگرام میں شرکت کی توفیق نہیں ہوتی ہے۔جبکہ ان کے پاس فارم پوری میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے بھر پور وسائل دستیاب ہوتے ہیں اور مختلف جہات سے دعوت اور امر بالمعروف کے نام پر تبرعات کا حصول بھی ہوتا ہے۔اللہ!اللہ! یہ عجیب طرفہ تماشا ہے کہ محض چند پروگراموں کے انعقاد ہی کو دعوت کا نام دے دیا گیا ہے۔اللہ سب کو ہدایت دے۔

یہاں اس غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ آج یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ دعوت الی اللہ کی راہ بہت کٹھن راہ ہے، اس میں پریشانیاں ہیں۔کہیں ناامیدی ہے، کہیں گھبراہٹیں ہیں۔کہیں دشمنان اسلام کے پروپیگنڈہ سے بدن میں لرزشیں ہیں۔ جہاں دعوت الی اللہ کا عمل پورے ہندوستان میں دھیمی رفتار سے جاری ہے وہاں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام بھی بے اعتنائی کا شکار ہے۔حالات کے پیش نظر پوری ٹیم آج دعوت اور امر بالمعروف سے کنارہ کش ہوجانا ہی عافیت کا سامان سمجھتی ہے۔جبکہ ان کے سامنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب اور اسلاف امت کے دعوتی نمونے اور ان کی آزمائشوں کے دلدوز واقعات ہیں۔ایمانی کمزوری کا ہی نتیجہ ہے کہ داعی وآمر اپنے خطوط راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ ناامیدیاں عروج پر ہیں۔ حالانکہ دعوت الی اللہ کی راہ کٹھن تو ہے لیکن اللہ کے انعامات سے بھری ہوئی ہے۔ نوجوانان اسلام دعاۃ ومبلغین کے اوپر واجب ہے کہ وہ دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دیں۔اس کے لئے تیار رہیں۔ناامید نہ ہوں۔ بہت سارے لوگ ایسے ہیں جن کو اللہ نے فساد کے بعد اصلاح کیا۔ دعوت الی اللہ میں برابر مشغول رہے اور صبر کا دامن تھامے رہے۔اور اللہ سے اس کے خوشنما نتائج کے منتظر رہے۔

ایک داعی اور آمر کے اوپر واجب ہے کہ وہ کسی حرام کردہ اعمال کو انجام نہ دے اور نہ ایسی چیزوں کا بذات خود مشاہدہ کرے اور جہاں دعوت دے وہاں اگر دعوتی نصیحتیں نفع بخش ہو رہی ہیں تو اپنی دعوت جاری رکھے۔اگر نافع نہیں ہیں تو اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ کا انتخاب کرے۔ یہ نہیں کہ ناامید ہو کر تھک ہار کر بیٹھ جائے۔

آمر وناہی کے لئے ضروری ہے کہ جہاں اعلانیہ منکرات وفواحش کئے جارہے ہوں، وہاں اپنی طاقت بھر نصیحت کرے اور اللہ سے ان کے ازالہ کی توفیق طلب کرے پورے خلوص کے ساتھ یہ عمل جاری رکھے تو نتائج کے بہتر ہونے کی یقیناً امید ہے۔

دعوت الی اللہ اور امر بالمعروف کے رہنما اصولوں میں سے یہ بھی ہے کہ جس کام کا بیڑا اٹھایا گیا ہے، اس کی مکمل جانکاری ہو، داعی اور آمر حد درجہ حریص ہو کہ اس کی عملی کوششوں کے نتیجہ میں بڑی تعداد راہ راست پر آجائے اور منکرات وفواحش سے توبہ کرلے۔لیکن یہ توقع فضول ہے کہ اپنی دعوت کے نتیجہ میں بروقت، صبح یا شام ہی بدل جائے بلکہ دعوت کے نتیجہ خیز ہونے میں ہفتوں، مہینوں اور سال بھی لگ سکتے ہیں۔سب سے ضروری امر یہ ہے کہ داعی صبر کرے اور امید رکھے کہ اللہ ان کو ضرور ہدایت دے گا۔

دعوت الی اللہ اور امر بالمعروف کی راہیں ایسی ہیں کہ انسان دل برداشتہ ہوجاتا ہے اور لوگوں کی پر مزاح اور ٹھٹھول پن والی باتوں سے رنجیدہ ہو کر کنارہ کش ہوجاتا ہے۔ان کے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات ہونے چاہئیں۔اس راہ میں لوگوں کے کمنٹ اور ان کی افتراپردازیاں آئیں گی۔ لوگ مذاق اڑائیں گے۔طرح طرح سے کھلی اڑائی جائے گی۔ اگلوں کی دعوت کا نمونہ قرآن میں موجود ہے۔ارشاد الٰہی ہے۔

وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ (ہود:۳۸)

جب بھی ان کے قوم کے سرداران ان کے پاس سے گزرتے تو ان کا مذاق اڑاتے، نوح نے کہا: اگر آج تم ہمارا مذاق اڑاتے ہو تو ہم یقیناً تمہارا مذاق اڑائیں گے۔جیسا کہ تم ہمارا مذاق اڑا رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی پیش نظر رہے۔إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَؤُلَاءِ لَضَالُّونَ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَافِظِينَ فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (المطففین:۲۹-۳۶) ''بے شک جولوگ جرم کرتے تھے وہ ایمان والوں پر ہنستے تھے اور جب وہ ان کے پاس سے گزرتے تھے تو ان کی طرف آنکھیں مار کر اشارہ کرتے تھے۔اور جب اپنے بال بچوں کی طرف واپس جاتے، تو ان کا مذاق اڑاتے ہوئے واپس جاتے، اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے کہ یقیناً یہ لوگ گمراہ ہو گئے ہیں اور وہ کفار مکہ ان مومنوں پر نگراں بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔پس آج اہل ایمان کفار پر ہنس رہے ہیں مسندوں پر ٹیک لگائے ان کا حال دیکھ رہے ہیں، یقیناً آج کافروں کو ان کے کئے گئے کا پورا پورا بدلہ مل گیا۔''

اس سے یہ واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ دعوت الی اللہ اور امر بالمعروف کے کام ایسے ہی ہیں کہ زمانہ ہنستا رہے گا۔دعاۃ اور آمرین کو سماج کا بے وقوف طبقہ سمجھا جائے گا۔اور لوگ ان سے ٹھٹھا کریں گے، لیکن اس کی پرواہ کئے بغیر ان کاموں کو جاری رکھنا بڑی کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا

فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِىْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ اِنِّىْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (المومنون:۱۱۰-۱۱۱)''میرے بندوں کی ایک جماعت تھی جو برابر یہی کہتی رہی کہ اے ہمارے پروردگار! ہم ایمان لا چکے ہیں، تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما، تو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔لیکن تم ان کا مذاق ہی اڑاتے رہے، یہاں تک کہ تمہارے دل سے میری یاد بھی بھلا دی اور تم ان سے مذاق ہی کرتے رہے۔میں نے آج انہیں ان کے صبر کا بدلہ دے دیا ہے کہ وہ اپنی مراد کے حصول میں کامیاب ہو چکے ہیں۔''

دعوت الی اللہ ایک اہم فریضہ ہے اور اس پر بڑا اجر وثواب ہے۔اس لئے اس میں اکثر لوگوں کی ہدایت کی امید رکھنی چاہیے۔اور اپنے وعظ ونصیحت سے باز نہیں آنا چاہیے۔ان کو بعض کتابیں، پمفلیٹس جو نصیحت آمیز ہوں، ہدیہ کرنی چاہیے۔شاید اللہ دعاۃ ومبلغین کے ہاتھوں ہدایت کی راہیں آسان کر دے۔لیکن جس طرح دعوت الی اللہ ایک پرخطر راہ ہے، اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی پرخطر اور تکلیف دہ راہ ہے۔اس میں تکلیفیں اور اذیتیں ملتی ہی ملتی ہیں۔لقمان علیہ السلام کی نصیحتوں میں بھی اس کا ذکر ہے۔

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ (لقمان:۱۷)اے میرے بیٹے! نماز قائم کر، بھلائی کا حکم دے، اور برائی سے روک، اور تجھے جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کر بے شک یہ سارے کام بڑے ہمت کے اور ضروری ہیں۔

ان تمام بیانات کا خلاصہ ہے کہ دعوت الی اللہ ایک الگ چیز ہے جس سے بڑے پیمانہ پر مسلمان غافل ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ایک الگ کام ہے، اور دونوں صبر آزما کام ہیں۔اس لئے ناامیدی کے بغیر ہمیشہ مثبت نتائج کی امید رکھنی چاہیے اور اپنے عہدہ ومناصب کا اس راہ میں صحیح استعمال کر حلت کے اصولوں پر قائم رہتے ہوئے پیکر خلوص وبے ریا ہو کر یہ کام کیا جائے تو لامحالہ سماج میں تبدیلی کے آثار نمایاں ہوں گے۔اذیت ناک حالات سے نبرد آزمائی کی طاقتیں ملیں گی۔غیروں سے قربتیں بڑھیں گی۔محبت کی فضاؤں میں دعاۃ ومبلغین کی عمدہ روش، ان کے اچھے اخلاق وکردار انقلابی پہلوؤں کو جنم دیں گے۔اپنوں میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے تئیں جانفشانیاں رنگ لائیں گی۔چنانچہ تمام ارباب علم کو ایسے پر آشوب دور میں ایک کارگر اور مفید دعوتی لائحہ عمل کو ترتیب دینی چاہیے۔آمرین وناہین کا اولاً تربیتی ورکشاپ کر کے ان کو میدان عمل میں اتارنا چاہیے جو سماج کے لئے آئینہ بن سکیں اور ان کی عملی کوششیں نتیجہ خیز ثابت ہو سکیں۔اللہ تعالیٰ تمام ارباب مناصب واقتدار اور علماء ودعاۃ کو توفیق بخشے۔

☆☆☆

(بقیہ صفحہ ۲۱ کا)

سے اپنی ذات پر صدقہ کے دروازے ہیں بلکہ تمہیں اپنی بیوی سے مباشرت پر بھی ثواب ملتا ہے، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اپنی شہوت پوری کرنے میں مجھے کیسے اجر مل سکتا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بتاؤ کہ اگر تمہارے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہوا اور تم اس سے خیر کی امید رکھتے ہو لیکن وہ مرجائے تو کیا تم اس پر ثواب کی امید رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اسے تم نے پیدا کیا تھا؟ عرض کیا نہیں بلکہ اللہ نے پیدا کیا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم نے اسے ہدایت دی تھی؟ عرض کیا نہیں بلکہ اللہ نے اسے ہدایت دی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم اسے رزق دیتے تھے؟ عرض کیا نہیں، بلکہ اللہ اسے رزق دیتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح اسے بھی حلال طریقے پر استعمال کرو اور حرام طریقے سے اجتناب کرو اگر اللہ نے چاہا تو کسی کو زندگی دے دے گا اور اگر چاہا تو کسی کو موت دے دے گا لیکن تمہیں اس پر ثواب ملے گا۔(مسند احمد/۲۱۴۸۴، اس حدیث کی سند صحیح ہے۔)

کسی شخص کو غلط راستہ بتانا سخت گناہ ہے۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:''مَلْعُونٌ مَنْ سَبَّ أَبَاهُ، مَلْعُونٌ مَنْ سَبَّ أُمَّهُ، مَلْعُونٌ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ، مَلْعُونٌ مَنْ غَيَّرَ تُخُومَ الْأَرْضِ، مَلْعُونٌ مَنْ كَمَّهَ أَعْمَى عَنِ الطَّرِيقِ، مَلْعُونٌ مَنْ وَقَعَ عَلَى بَهِيمَةٍ، مَلْعُونٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوطٍ'' قَالَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِرَارًا ثَلَاثًا فِي اللُّوطِيَّةِ.''یعنی وہ شخص ملعون ہے جو اپنے باپ کو گالی دے، وہ شخص ملعون ہے جو اپنی ماں کو گالی دے، وہ شخص ملعون ہے جو غیر اللہ کے نام پر کسی جانور کو ذبح کرے، وہ شخص ملعون ہے جو زمین کی بیج بدل دے، وہ شخص ملعون ہے جو کسی نابینا کو غلط راستے پر لگا دے، وہ شخص ملعون ہے جو کسی جانور پر جا پڑے، اور وہ شخص بھی ملعون ہے جو قوم لوط والا عمل کرے۔'' اور یہ آخری جملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ دہرایا۔(مسند احمد/۲۹۱۴، اس کی سند حسن ہے۔)

یہ راستوں کے سلسلے میں وارد بعض حقوق ہیں جنہیں قرآن وحدیث سے جمع کیا گیا، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان حقوق کی ادائیگی کریں اور اس سلسلے میں چنداں کوتاہی نہ کریں کیونکہ اگر ہم ان حقوق کی ادائیگی کریں گے تو جہاں ایک طرف باہمی الفت ومحبت پیدا ہوگی، وہیں دوسری طرف بہت سارے اختلافات ختم ہو جائیں گے جو کہ راستوں میں ہونے والی زیادتیوں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔نیز ان حقوق کی ادائیگی سے جہاں ہمارے جان ومال محفوظ ہو جائیں گے تو دوسری طرف دوسرے کے حقوق میں بھی ہم زیادتی کرنے سے بچ جائیں گے۔اللہ جل شانہ ہمیں اس کی توفیقات سے نوازے۔آمین یارب العالمین۔

☆☆☆

اسلامی عقیدہ کی حفاظت

طارق اسعد
جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ

اللہ رب العزت نے اس دنیا کے اندر بہت سارے انبیاء اور رسولوں کو بھیجا تا کہ بنی نوع انسانیت کوظلمت وضلالت کے عمیق غار سے نکال کر انہیں نور و ہدایت کی راہ پر گامزن کیا جائے، ان کے اندر صحیح وغلط اور حق و باطل کا شعور پیدا کیا جائے اور انہیں اس بات کی طرف بلایا جائے کہ وہ اپنی پوری زندگی احکام الٰہی کے تابع فرمان ہو کر گزار دیں۔تمام انبیاء ورسل کی دعوت کا مطالعہ کیا جائے اور ان کی تبلیغ کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ان کی دعوت کا نقطہ آغاز توحید کے پیغام سے ہوتا ہے، یعنی تمام پیغمبروں نے اپنی قوموں کو ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی، انہیں شرک وبت پرستی سے اجتناب کی تلقین کی اور اس بات کی تاکید کی کہ تمام امور عبادت صرف اورصرف اللہ رب العالمین ہی کے لیے انجام دیے جائیں۔یہی وہ نکتہ تھا جس پر تمام رسولوں کی دعوت متفق تھی۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولاً أَنِ اعْبُدُواْ اللّهَ وَاجْتَنِبُواْ الطَّاغُوت " (النحل:۳۶) ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں (طاغوت) سے بچو۔

نیز فرمایا:" وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِيْ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ "(الانبیاء:۲۵) تجھ سے پہلے جو بھی رسول بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔

چوں کہ عقیدہ توحید ہی اسلام کا رکن رکین اور اصل اصیل ہے اس لیے اسلام نے سب سے زیادہ عقیدہ توحید کی حفاظت پر زور دیا ہے اور مسلمانوں کو اس بات کی تاکید کی ہے کہ وہ ہر ایسے قول وعمل سے پرہیز کریں جو ان کے دین وایمان میں خلل ڈالنے والا یا اس کو کسی طرح کا گزند پہنچانے والا ہو۔انسان کی ساری دنیوی واخروی فوز وفلاح کا راز اس میں پنہاں ہے کہ وہ صحیح عقیدہ کا حامل ہو اور عبودیت کی تمام انواع محض اللہ تعالیٰ ہی کے لیے انجام دیتا ہو۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آخرت کی کامیابی کو ایمان وتوحید کے ساتھ مشروط قرار دیا اور واضح کردیا کہ شرک کا ارتکاب کرنے والے کی کسی صورت میں گلوخلاصی ممکن نہیں۔چنانچہ ارشاد فرمایا:

" إِنَّ اللّهَ لاَ يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَن يَشَاءُ " (النساء:۴۸) یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔

مزید فرمایا:" إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّهُ عَلَيهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّار " (المائدہ:۷۲) یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کردی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔

اسلام نے جہاں شرک وبت پرستی کا قلع قمع کیا اور مسلمانوں کو عقیدہ توحید پر مضبوطی کے ساتھ جمے رہنے کی تلقین کی وہیں ان تمام راستوں پر بھی قدغن لگادی جن کے ذریعہ شرک کا ادنی سا تصور بھی در آتا ہو۔شرک کی معمولی سی خو بو اور اس کا ذرہ برابر شائبہ بھی اسلام کے نزدیک ناقابل برداشت ہے۔ایک مرتبہ ایک شخص نبی کریم ﷺ سے کہتا ہے کہ’’ ماشاء الله وشئت ‘‘یعنی جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں۔ اس شخص نے ارادہ اور مشیئت میں نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرادیا۔حالانکہ اس نے بالقصد ایسا نہیں کہا تھا لیکن نبی ﷺ نے اس کے مذکورہ قول پر سخت نوٹس لیتے ہوئے اس کی نکیر کی اور کہا’’أجعلت لله ندا؟ قل ما شاء الله وحده ‘‘یعنی کیا تم نے اللہ کا شریک ٹھہرادیا؟ کہو کہ جو صرف اللہ چاہے۔(صحیح الادب المفرد:۳۰۲)

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:" أصبح من عبادی مؤمن بی وكافر ، فأما من قال مطرنا بفضل الله ورحمته فذلك مؤمن بی وكافر بالكوكب، وأما من قال بنوء كذا وكذا فذلك كافر بی ومؤمن بالكوكب ‘‘(بخاری:۸۴۶)

میرے بعض بندوں نے حالت ایمان میں صبح کیا اور بعض نے حالت کفر میں۔ پس جس شخص نے یہ کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی تو وہ مجھ پر ایمان رکھنے والا اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہے۔لیکن جس شخص نے یہ کہا کہ ہم پر فلاں فلاں ستاروں (نچھتر) کے سبب بارش ہوئی تو ایسا شخص میرا کفر کرنے والا اور ستاروں پر ہی ایمان رکھنے والا ہے۔

معلوم ہوا کہ اسلام شرک کے تمام دروازوں کو مسدود کرکے مسلمانوں کو پکا سچا موحد ومومن دیکھنا چاہتا ہے اور انہیں شرک وشائبہ شرک سے بھی محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بظاہر معمولی نظر آنے والے مذکورہ دونوں واقعات پر شریعت نے سخت نوٹس لیا اور عقیدہ توحید کے منافی اقوال پر سرزنش کرتے ہوئے مسلمانوں کو اپنے اعتقاد میں پختگی وبالیدگی پیدا کرنے کی دعوت دی۔

عقیدہ کا معاملہ نہایت ہی حساس اور نازک ہوتا ہے۔اس باب میں ایک مسلمان کو نہایت ہی احتیاط کے ساتھ اور پھونک پھونک کر قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔کیوں کہ بسا اوقات بہت سارے اقوال جنہیں بندہ خاطر خواہ اہمیت نہیں دیتا اور

بے دھڑک کہہ گذرتا ہے، بہت سارے افعال واعمال جن کی شناعت وقباحت کو وہ نہیں سمجھتا، ان کی گہرائی وگیرائی تک نہیں پہنچ پاتا اور بے خطر ان کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے ، درحقیقت ایسے اقوال وافعال اس کے عقیدے پر ضرب لگاتے ہیں اور اس کے دین وایمان میں خلل پیدا کرتے ہیں۔ عقیدے کے باب میں تعبیر نہایت ہی دقیق ہوا کرتی ہے اور ایک مسلمان کو انہیں الفاظ وکلمات کا استعمال کرنا چاہیے جو ماثور ومنقول ہوں۔ شراکت کا ادنی سا تصور بھی توحید کی روح کے منافی ہے۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج مسلمانوں نے عقیدہ توحید کی اہمیت کو فراموش کر دیا ہے اور اس کو دیگر فروعی مسائل کی طرح نہایت ہی ہلکے انداز میں لیا ہے۔ ہم جس معاشرے میں رہتے ہیں اس میں ہمارا سامنا غیر مسلموں سے بھی ہوتا ہے اور ان کے ساتھ ہمارے تعلقات ناگزیر ہیں۔ ہم اکثر وبیشتر یہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ جب ایک ہندو شخص کسی مسلمان سے ملاقات کرتا ہے تو اپنے مذہبی طریقے کے مطابق ''نمسکار'' کے ذریعہ مسلمان کو مخاطب کرتا ہے اور اس کے جواب میں مسلمان بھی نمسکار کا کلمہ دہراتا ہے یا مسلمان ہی جوش استقبال میں غیر مسلم کا خیر مقدم کرتے ہوئے خود پہلے پہل نمسکار کہتا ہے۔ نمسکار ''نمن'' اور ''سویکار'' سے مرکب ہے جس کا مطلب ہوتا ہے کہ ''میں آپ کے سامنے جھکتا ہوں، آپ قبول کریں۔''

علاوہ ازیں وندے ماترم، سوریہ نمسکار، یوگا، اور اس قسم کے دوسرے اعمال جو مسلمانوں پر مسلط کیے جارہے ہیں اور انہیں اس بات پر مجبور کیا جارہا ہے کہ وہ ان کو قبول کرلیں، ان تمام امور کو ذہن میں رکھتے ہوئے دوسری طرف شریعت میں عقیدہ توحید کی اہمیت نیز اس کی نزاکت کو پیش نظر رکھ کر اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا اسلام میں اس قسم کے شرکیہ کلمات اور کفریہ اعمال کی ذرا سی بھی گنجائش ہے؟ کیا ایک مسلمان کا عقیدہ اس قدر کمزور ہو چکا ہے کہ وہ اپنے سر کو ایک غیر مسلم کے سامنے خم کرنے کا اقرار کرے اور اس اقرار کے قبول کا مطالبہ بھی کرے؟ ہوسکتا ہے کہ بہت سارے لوگ وسیع النظری اور کشادہ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے رواداری اور یکجہتی کا جامہ پہنانے کی کوشش کریں اور اسے غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک اور باہمی میل ملاپ سے موسوم کریں، اس سلسلے میں ہمیں چند باتوں کو پیش نظر رکھنا ہوگا:

۱- اسلام میں غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات اور تال میل کی نوعیت اور اس کی حدود اربعہ کا مفصل ضابطہ موجود ہے۔ چنانچہ غیر مسلموں کے ساتھ تعامل انہیں حدود وقوانین کے دائرے میں رہ کر ہوگا اور رواداری ویکجہتی کے نام پر ان حدود کو توڑا نہیں جائے گا۔ مولانا ابوالاعلی مودودی فرماتے ہیں:

''.....اگر ہم خود ایک عقیدہ رکھنے کے باوجود محض دوسرے لوگوں کو خوش کرنے کے لیے ان کے مختلف عقائد کی تصدیق کریں اور خود ایک دستور العمل کے پیرو ہوتے ہوئے دوسرے مختلف دستوروں کا اتباع کرنے والوں سے کہیں کہ آپ سب حضرات برحق ہیں، تو اس منافقانہ اظہار رائے کو کسی طرح رواداری سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔ مصلحتا سکوت اختیار کرنے اور عمدا جھوٹ بولنے میں آخر کچھ تو فرق ہونا چاہیے۔'' (تفہیمات از مولانا ابوالاعلی مودودی، ۱/۱۰۵)

۲- مذکورہ معاملہ ایمان واعتقاد کا ہے اور عقائد شریعت کے اصول ہوا کرتے ہیں۔ ایک مسلمان کا کل اثاثہ اور ساری جمع پونجی یہی ایمان وعقیدہ ہی ہے جن سے ذرہ برابر انحراف بھی اس کے لیے ناقابل برداشت ہے۔ فروعات کے باب میں سرزد ہونے والی خطائیں اللہ تعالی کی مشیئت کے ماتحت ہیں کہ اگر وہ چاہے تو ایک گناہگار شخص جس نے فروعات کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی برتی ہو اسے اپنے فضل وکرم سے معاف فرمادے یا عدل وانصاف کے پیمانے پر اس کے گناہوں کے بقدر سزا کے بعد اسے جنت نصیب فرمائے، جیسا کہ ڈھیر ساری آیات واحادیث میں اس کی صراحت ملتی ہے۔ لیکن اصول کا معاملہ ایسا ہے کہ اس سلسلے میں کوئی گناہ قابل معافی نہیں۔ اگر کسی نے قولی، عملی اور اعتقادی کسی طور پر بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا ہے یا شرک کی آمیزش کی ہے تو ایسے شخص کا جرم بہت بڑا ہے۔

۳- مسلمانوں کی اپنی ایک الگ تہذیب اور منفرد شناخت ہے۔ اسلام اس بات کی قطعا اجازت نہیں دیتا کہ مسلمان اپنی تہذیب وشناخت سے سرمو انحراف کریں یا غیر مسلموں کے مخصوص کلچر کو اپنائیں جو اسلام کی تعلیمات سے ٹکراتا بھی ہو۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''من تشبه بقوم فهو منهم'' (صحیح الجامع: ۶۱۴۹) جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انہیں میں سے ہوگیا۔

ان تمام معروضات کو پیش نظر رکھتے ہوئے غیر مسلموں کے ساتھ ربط وتعامل کے وقت ایک مسلمان کو شرعی حدود میں رہنا چاہیے۔ مذہبی رواداری، قومی یکجہتی، فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور ان جیسے خوش نما وپرفریب نعروں کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے ان کے بہکاوے میں نہیں آنا چاہیے۔ خاص کر جب معاملہ دین وایمان اور اعتقاد کا ہو تو کسی قسم کی مداہنت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے، اس سلسلے میں معمولی سی لغزش اور ہلکی سی غلطی بھی ایک موحد کے عقیدے میں نقب لگا سکتی ہے، اس کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اس غلط فہمی میں ہرگز مبتلا نہیں رہنا چاہیے کہ شرک کا وقوع بڑے بڑے افعال واعمال کی انجام دہی کے سبب ہی ہوتا ہے اور یہ تو بہت چھوٹی اور معمولی بات ہے، آدمی کو جہنم رسید کرنے کے لیے محض ایک کلمہ ہی کافی ہے۔ ''ان العبد ليتكلم بالكلمة من سخط الله تعالى لا يلقي لها بالا يهوي بها في جهنم'' (بخاری: ۶۴۷۸) بندہ اللہ تعالی کی ناراضگی کا ایک کلمہ کہہ دیتا ہے اور اس کی پرواہ نہیں کرتا، لیکن اسی ایک کلمہ کے سبب جہنم رسید ہوجاتا ہے۔

☆☆☆

ترجمان

اسلام میں اولاد کی تربیت اور والدین کی ذمہ داری

محمد شمس الحق عبدالحق سلفی، جھارکھنڈ

تربیت ایک تدریسی عمل ہے۔ جو خود پر یا کسی اور پر مرکوز ہوسکتا ہے، اس میں کسی بھی ہنر یا مخصوص معلومات کا حصول یا اخذ کرنا شامل ہوسکتا ہے جو کسی خاص مفید صلاحیتوں سے متعلق ہو۔ تربیت کے مخصوص مقاصد میں یہ ہے کہ کسی کی صلاحیت، کارکردگی، تخلیقی نوعیت اور عملی کیفیت بہتر ہو۔ تربیت ہر شعبے سے تعلق رکھتی ہے اور اپنی جگہ اہم اور تسلیم شدہ ہے۔

تربیت کا معنی ہے -سدھانا، سکھانا، پرورش، پرداخت، پروان چڑھانا۔ لفظ تربیت رب سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں پالنے والا پرورش کرنے والا گویا والدین مجازی طور پر اپنی آل واولاد کے رب ہوتے ہیں۔ تربیت کے معنی میں سے ایک معنی تھپکی دینے کے بھی ہیں بظاہر یہ معنی اولاد کی تربیت پر اس طرح اطلاق نہیں ہو پاتے لیکن اگر گہرائی میں جا کر دیکھا جائے تو والدین کو یہ سمجھایا گیا ہے کہ اپنی اولاد کی تربیت میں سختی پن نہ ہو نرمی پیار اور تھپکی وشاباشی دے کر کام کروایا جائے۔

کس کی تربیت کا ہے کرشمہ
یہ آنسو مسکرانے لگ گئے ہیں

تربیت کو انگلش میں ٹریننگ Training کہا جاتا ہے انگریزی ڈکشنری میں لکھا ہے کہ یہ لفظ ٹرین Train سے مشتق ہے۔ جس طرح ریل گاڑی پٹری پر سیدھی چلتی ہے اور انجن اپنی پاور Pawer سے نہ صرف ڈبوں کو کھینچتا ہے بلکہ ڈبوں کے اندر پاور بھی مہیا کرتا ہے اس طرح والدین جو انجن کا کام دیتے ہیں اپنی خداداد طاقت و صلاحیت سے اپنے بچوں کی تربیت کرتے ہیں اور دینی و اخلاقی اور روحانی طاقت و انرجی سے مستفیض کرتے ہیں۔ والدین اگر اس طرح اپنی اولاد کی تربیت وتعلیم کا انتظام کریں تو ایک ایسا معجون وتریاق تیار ہوگا جو مربی یعنی تعلیم یافتہ مہذب کہلائے گا۔

خودی کی پرورش و تربیت پہ ہے موقوف
کہ مشت خاک میں پیدا ہو آتش ہمہ سوز

اولاد اللہ رب العالمین کی عظیم نعمت ہے۔ انسانی زندگی کی امید اولاد ہی سے وابستہ ہے رب ذوالجلال نے قرآن مجید میں انہیں زینت اور دنیاوی زندگی میں رونق قرار دیا ہے۔ لیکن یہ رونق و بہار اور زینت وکمال اسی وقت ہے جب اس نعمت کی قدر کی جائے۔ دین واخلاق تہذیب وتمدن اور تعلیم کے زیور سے انہیں آراستہ وپیراستہ کیا جائے بچپن ہی سے صحیح نشوونما اور دینی تربیت کا خاص خیال رکھا جائے نیز اسلامی و ایمانی ماحول میں انہیں پروان چڑھایا جائے اور والدین پر جو اولاد کے حقوق ولوازم ہیں ان میں سب سے اہم اور مقدم ان کی دینی تعلیم ہی ہے۔ اسلام عصری تعلیم کا ہرگز مخالف نہیں لیکن دین کا بنیادی تعلیم کا حصول اور اسلام کی مبادیات وارکان کا جاننا تو ہر مسلمان پر فرض ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے **طلب العلم فريضة على كل مسلم**، اس پر دنیاوی اخروی فلاح وکامرانی موقوف ہے۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے: **يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا قُوٓا اَنۡفُسَكُمۡ وَاَهۡلِيۡكُمۡ نَارًا وَّقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ عَلَيۡهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعۡصُوۡنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمۡ وَيَفۡعَلُوۡنَ مَا يُؤۡمَرُوۡنَ** (سورہ تحریم:٦)

اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان ہے اور پتھر جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں جنہیں جو حکم اللہ تعالی دیتا ہے اس کے نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔

اس میں اہل ایمان کو ان کی ایک نہایت اہم ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اور وہ ہے اپنے ساتھ اپنے گھر والوں کی بھی اصلاح اور ان کی اسلامی تعلیم وتربیت کا اہتمام تاکہ یہ سب جہنم کا ایندھن بننے سے بچ جائیں۔

کیا جب قران کریم کا نزول ہو رہا تھا تو صحرائے عرب میں کوئی آگ کا گڈھا تیار تھا اور عرب کے بچے اس میں داخل ہونے کے لیے بے تاب و بے قرار تھے تب اللہ رب العالمین نے والدین اور ذمہ داروں کو کہا کہ اپنے بچوں کو آگ سے بچاؤ۔ ہرگز ایسا نہ تھا بلکہ اللہ رب العالمین ذمہ داروں سے کہا کہ تم اپنے بچوں اور ماتحت میں رہنے والوں کی ایسی تعلیم وتربیت کا انتظام کرو کہ کوئی جل نہ دے سکے، کوئی غلط پٹی پڑھا نہ سکے، کوئی غلط افکار ونظریات کی پگڈنڈیوں میں لے نہ جا سکے، کوئی عقیدے کے باب میں مغالطہ دے نہ سکے۔ چونکہ بچوں کے دل ودماغ اذہان وقلوب صاف شفاف اور خالی ہوتا ہے اس میں جو چیز بھی نقش کردی جائے وہ مضبوط و پائیدار ہوتی ہے۔ زمین سے اگنے والی نرم ونازک پودوں کی طرح بچوں کے خیالات فکر اور طرز زندگی کو جس رخ پر لے جانا چاہیں موڑا جا سکتا ہے۔ جب وہ بڑے ہوجائیں اور ان کی عقل پختہ ہوجائے تو ان میں تبدیلی ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہوتی ہے۔

ہر انسان کی پیدائش فطرت اسلام پر ہے۔ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے: **فَاَقِمۡ وَجۡهَكَ لِلدِّيۡنِ حَنِيۡفًا فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِىۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيۡهَا لَا تَبۡدِيۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيۡنُ الۡقَيِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكۡثَرَ النَّاسِ لَا يَعۡلَمُوۡنَ** (سورہ روم 30) ”بس آپ یک سو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں اللہ تعالی کی وہ

فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اس اللہ تعالی کے بنائے کو بدلنا نہیں۔ یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔''

فطرت کے اصل معنی خلقت و پیدائش کے ہیں۔ یہاں مراد ملت اسلام ہے مطلب یہ ہے کہ سب کی پیدائش بغیر مسلم و کافر کے تفریق کے اسلام و توحید پر ہوئی ہے۔ اس لیے توحید ان کی فطرت یعنی جبلت میں شامل ہیں جس طرح کے عہد "الست" سے واضح ہے۔ بعد میں بہت سوں کو ماحول اور دیگر عوارض فطرت کی اس آواز کی طرف نہیں آنے دیتے جس کی وجہ سے وہ کفر پر ہی باقی رہتے ہیں۔ جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کل مولود یولد علی الفطرة فابواہ یھودانہ اوینصرانہ او یمجسانہ، صحیح بخاری 1385 / ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی وغیرہ بنا دیتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالی کی خلقت کو تبدیل نہ کرو بلکہ صحیح تربیت کے ذریعے اس کی نشونما کرو تا کہ ایمان و توحید بچوں کے دل و دماغ میں راسخ ہو جائے۔ اگر بچوں کو ایمانی ماحول اور اسلامی تربیت میسر آجائے تو وہ یقیناً معاشرہ میں حقیقی مسلمان بن کر ابھرے گا اور اس پر یہ شعر صادق آئیگا۔

یہ فیضان نظر تھا یا مکتب کی کرامت
سکھلائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

لیکن اس کی تربیت صحیح نہج پر نہ ہو، گھر کے اندر اور باہر اسے اچھا ماحول نہ ملے تو وہ معاشرہ میں مجرم اور فسادی انسان بن کر ابھرے گا۔

نیز مذکورہ سورہ تحریم کی آیت کریمہ جہاں اولاد کی اسلامی تربیت کو فرض قرار دیتے ہوئے اس سے غفلت برتنے کی صورت میں جہنم کے اندوہناک عذاب سے خبردار کرتی ہے، وہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک اولاد کی زندگی میں والدین کے اہم رول سے آگاہی عطا کرتا ہے۔ قرآن وسنت کے یہی دلائل اسلامی تربیت کے کچھ زریں اصول فراہم کرتے ہیں۔ جس سے پہلوتہی انسان کو انسانیت کے راستے دکھانے کے بجائے شیطانی راہوں پر چلنے پر مجبور کرسکتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کی تربیت کے حوالے سے کیا رہنمائی فرمائی اور کیا کیا اصول بتائے ہیں اس پر ہمیں کاربند ہونا چاہیے اور ہمیں ان اصولوں اور ضابطوں کو جاننا چاہئے۔ ان میں سے چند اصول پیش خدمت ہے۔

سب سے پہلے بچوں کو آسان اور میٹھے انداز میں عقیدے کی تربیت دینی چاہیے اس کی بے شمار مثالیں احادیث کی کتابوں میں دیکھی جاسکتی ہے۔ ان میں سے ایک روایت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے ان کا بیان ہے۔

میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر بیٹھا تھا آپ نے فرمایا اے لڑکے بے شک میں تمہیں چند باتیں بتلا رہا ہوں۔ تم اللہ کے احکام کی حفاظت کرو وہ تمہاری حفاظت فرمائے گا، تم اللہ کے حقوق کا خیال رکھو اسے تم اپنے سامنے پاؤ گے، جب تم کوئی چیز مانگو تو صرف اللہ سے مانگو، جب تم مدد چاہو تو صرف اللہ سے مدد طلب کرو، اور یہ بات جان لو کہ اگر ساری امت بھی جمع ہو کر تمہیں کچھ نفع پہنچانا چاہے تو وہ تمہیں اس سے زیادہ کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اور اگر وہ تمہیں کچھ نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائے تو اس سے زیادہ کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے، قلم اٹھا لیے گئے اور تقدیر کے صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔ (جامع ترمذی 2516)

اس حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر غور وفکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین اور سرپرستوں پر کتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ بچوں اور قوم کے نونہالوں کے قلوب واذہان میں کس طرح دین وعقائد اصول ومبادیات کی تعلیمات نقش کرنی چاہیے۔

عمر ابن سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ کا بیان ہے۔ یقول کنت غلاما فی حجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانت یدی تطیس فی الصحفة فقال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا غلام سم اللہ وکل بیمینک وکل مما یلیک فما زالت تلک طعمت بعد (صحیح بخاری 5376) انہوں نے بیان کیا کہ میں بچہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش میں تھا اور کھاتے وقت میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھوما کرتا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا بیٹے بسم اللہ پڑھ لیا کر، دائیں ہاتھ سے کھایا کر اور برتن میں وہاں سے کھایا کر جو جگہ تجھ سے نزدیک ہو۔ چنانچہ اس کے بعد میں ہمیشہ اسی ہدایت کے مطابق کھاتا رہا۔

اسی طرح بچوں کو امید وآس دے کر نہ دینا بھی بچوں کے قلوب واذہان میں غلط اثر ڈالتا ہے۔ اس سے بچوں کا بڑوں سے اعتماد و بھروسہ اٹھ جاتا ہے اور اس کے متعلق ان نونہالوں کے ذہنوں میں جھوٹ کا تصور آنے لگتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماں کو ایسا کرنے سے منع فرمایا سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سیدنا عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن میری والدہ نے مجھے بلایا ادھر آؤ چیز دوں گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف فرما تھے۔ آپ نے میری والدہ سے دریافت فرمایا تم اسے کیا دینا چاہتی ہو؟ انہوں نے بتایا کہ میں اسے کھجور دینا چاہتی ہوں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا اگر تم اسے کچھ نہ دیتی تو تم پر ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔ (ابوداؤد: ۴۹۹۱)

سچ اور جھوٹ بولنے کا تعلق بڑے آدمیوں ہی سے نہیں چھوٹے بچوں کے ساتھ بھی ہے، بلکہ بعض صالحین نے تو اسے جانوروں تک وسیع کیا ہے۔ چھوٹے بچوں سے جھوٹی بات بولی جائے تو بچوں پر اس کا غلط اثر پڑتا ہے بلکہ بچوں کی تربیت اور ان کے

اخلاق وکردار پر منفی اثرات پڑیں گے اور وہ بھی جھوٹ کے عادی ہو جائیں گے۔ کیونکہ بچے اپنے بڑوں سے جس چیز کو دیکھتے یا سنتے ہیں اس کا اثر بہت جلد قبول کر لیتے ہیں۔ بچپن کا یہ اثر نہایت مضبوط و مستحکم اور پائیدار ہوتا ہے۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

حرض بنیک علی الآداب فی الصغر
کیما تقر بهم عیناک فی الکبر
وانما مثل الآداب تجمعها
فی عنفوان الصبا کالنقش فی الحجر

تم اپنی اولاد کو بچپن سے ہی آداب سکھلاؤ تا کہ بڑے ہو کر وہ تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک بنے اور بچپن میں آداب سکھانا ایسے ہی ہے جیسے پتھر پر نقش ہو۔

بچوں کے ساتھ مشفقانہ سلوک کرنا چاہیے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ نہایت ہی مشفقانہ سلوک کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر تشریف لائے۔ حضرت حسن کے بارے دریافت فرمایا تھوڑی ہی دیر میں وہ آ گئے۔ آپ نے انہیں گلے سے لگایا بوسہ دیا اور فرمایا اے اللہ میں حسن سے محبت رکھتا ہوں تو بھی حسن سے محبت رکھنے والوں سے محبت رکھ۔ (صحیح بخاری 3765)

اسی طرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نواسے سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا تو اقرا بن حابس رضی اللہ عنہ نے کہا میرے دس بچے ہیں لیکن میں نے تو آج تک ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف تعجب سے دیکھا اور فرمایا: من لا یرحم لا یرحم، جو کسی پر رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ (صحیح بخاری 5997/صحیح مسلم 2318)

غور کیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ اپنی اولاد سے خود محبت فرمائی بلکہ امت کو بھی اس کی تعلیم دی اور رحیمانہ سلوک کے ترک پر دھمکی دی کہ وہ شخص بھی عنداللہ قابل رحم نہیں۔ لہذا بچوں کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ ہمارا وطیرہ ہونا چاہیے۔ والدین کو اولاد سے محبت و پیار کے برتاؤ کے ساتھ ساتھ بہترین تربیت کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔ سیدنا لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو جو تربیتیں اور نصیحتیں کی تھیں انہیں اللہ رب العالمین نے قران مجید فرقان حمید میں بیان کیا ہے۔ جن میں تربیت اولاد کے زریں اصول موجود ہیں۔ جو والدین اور ذمہ داروں کے لیے باعث نمونہ ہے۔

وَإِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (سورہ لقمان 13)

اور جب لقمان نے نصیحت کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا، بے شک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔

حضرت لقمان کی سب سے پہلی وصیت یہ تھی کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو شرک سے منع فرمایا۔ جس سے یہ واضح ہوا کہ والدین کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو شرک سے بچانے کے لیے سب سے زیادہ کوشش کریں اور خالص توحید کی تعلیم سے آراستہ کریں۔

دوسری نصیحت توحید و عبادت الہی کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کریں، جیسا کہ اللہ رب العالمین کا ارشاد ہے۔

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيْرُ (سورہ لقمان 14)

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھٹائی دو برس میں ہے کہ تو میرے اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، تم سب کو میرے ہی طرف لوٹ کرانا ہے۔

سیدنا لقمان علیہ السلام کی تیسری نصیحت یہ تھی۔

وَإِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى أَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی برتاؤ کرنا (سورہ لقمان 15)

یعنی شرک اتنا بڑا گناہ ہے کہ اگر اس کا حکم والدین بھی دیں تو ان کی بات نہیں مانی جائے گی۔

پھر لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو تربیت دیتے ہوئے کہا:

يٰبُنَيَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا أَصَابَكَ إِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ (سورہ لقمان: ١٩-١٦)

اے میرے پیارے بیٹے تو نماز قائم رکھنا، اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا، برے کاموں سے منع کرنا، اور جو مصیبت تم پر آ جائے تو صبر کرنا، یقین مان لو کہ یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا اور زمین پر اترا کر نہ چل کسی تکبر کرنے والے شیخی خور کو اللہ تعالی پسند نہیں فرماتا، اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز پست کر، یقیناً آوازوں میں سب سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے۔

مذکورہ آیتوں میں اولاد کی تربیت کے تعلق سے کئی نصیحت ہیں۔ توحید اور بر الوالدین کے بعد اقامت صلاۃ کا حکم ہے۔ یعنی ہمیشہ نماز کی پابندی کرنا۔ لہذا اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دینا چاہیے۔ والدین پر لازم ہے کہ عملی طور پر بچوں کو بچپن ہی

سے طہارت، وضو اور نماز کی مکمل طریقہ سے تعلیم دیں اور خود بھی نمازوں کی پابندی کیا کریں۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ **مروا اولادکم بالصلوۃ وھم ابناء سبع سنین واضربوا علیھا وھم ابناء عشر سنین وفرقوا بینھم فی المضاجع** تمہارے بچے جب سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو انہیں اس کی وجہ سے مارو اور ان کے بستر جدا جدا کر دو۔ (سنن ابی داؤد 495 حکم الحدیث صحیح)

اس حدیث سے کئی اہم مسائل معلوم ہوتے ہیں مثلا جب بچے دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کے بستر الگ الگ کر دیے جائیں چاہے حقیقی بھائی ہوں یا بہنیں یا بھائی بہن ملے جلے، اس حکم شریعت کی حکمت یہ ہوسکتی ہے کہ شعور کی ابتدائی عمر ہی سے بچوں کی ایسی مجلس ومحفل سے دور کر دیا جائے جس سے انکے خیالات اور عادت کے بگڑنے اور پراگندہ ہونے کا خطرہ ہو۔ گویا کہ یہ نبوی حکم منکرات کے اثر سے بچنے اور بچانے کا بہترین ذریعہ ہے، نیز اس حدیث سے نماز کا بھی اندازہ ہوتا ہے نماز کے سوا کوئی دوسرا ایسا شرعی عمل نہیں ہے کہ جس کے بارے میں حکم ہو کہ سات سال کی عمر کے چھوٹے بچوں کو اس کے کرنے کی تاکید کی جائے اور 10 سال کی عمر میں نماز چھوڑنے پر اس کی قدرے پٹائی بھی کی جائے۔

بچوں کو اقامت صلاۃ کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور مصائب پر صبر کی تلقین کرنا بھی ضروری ہے۔ یہ تینوں اہم ترین عبادات اور امور خیر کی بنیاد ہے اس کے علاوہ لوگوں کو حقیر سمجھتے ہوئے گال پھلانا، زمین پر اترا کر چلنا یعنی ایسی چال اور رویہ جس سے مال و دولت یا قوت و طاقت یا جاہ ومنصب کی وجہ سے فخر و غرور کا اظہار ہوتا ہو یہ اللہ کو ناپسند ہے۔ اور اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کرنا اور اپنی آواز کو پست رکھنا، یہ نصیحتیں ہیں جو بچوں کے اخلاق اور لوگوں کے ساتھ ان کے میل وملاپ اور گفتگو کرنے کے طریقے کے بارے میں ہیں۔ لہذا بچوں کی تربیت میں ان تمام باتوں کو اہمیت دینی چاہیے اور انہیں اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے اور گفتگو کرنے کے آداب سکھانا چاہیے۔

والدین کو معلوم ہونا چاہیے کہ اولاد کے لیے محض روٹی کپڑا اور مکان مہیا کرنا ہی ان کی ذمہ داری نہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ان کے دینی واخلاقی اور دنیاوی تربیت کرنا بھی ان کا فریضہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذمہ داری کے تعلق سے ایک اہم قاعدہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔

”تم میں سے ہر ایک نگراں ہے اور اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہوگا. امام نگراں ہیں اور اس سے سوال اس کی رعایا کے بارے میں ہوگا۔ انسان اپنے گھر کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت (ذمہ داری) کے بارے میں سوال ہوگا ،عورت اپنے شوہر کے گھر کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا نگراں ہے اور اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔

اس حدیث رسول میں ہر ذمہ دار کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اپنے ذمہ داری کو نہایت امانت داری اور دیانت کے ساتھ ادا کرے ہر شخص اپنے اپنے اعتبار سے ذمہ دار و محافظ ہے اور ہر ایک کو اپنے ماتحت لوگوں کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ چونکہ والدین بھی اپنی اولاد کے ذمہ دار ہوتے ہیں اور ان کی اولاد ان کی رعایا ہوتی ہے اس لیے انہیں بھی اپنی رعایا کے ساتھ مکمل طور پر خیر خواہی کرنی چاہیے۔ قرآن وحدیث کی روشنی میں یہی مذکورہ چند اصول وضابطے جس کو میں نے بیان کرنے کی کوشش کی جو والدین پر اولاد کے حقوق کے متعلق ہیں۔ انہی حقوق کی ادائیگی کو ہی دراصل اسلامی اصول تربیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسلامی تربیت کے یہی وہ تاباں اور درخشاں اصول ہیں جنہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ابتدائے اسلام میں اپنا کر اپنی اولاد کی تربیت کی تو کہیں رئیس المفسرین عبداللہ ابن عباس تو کہیں عبداللہ ابن عمر تو کہیں عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہم جیسی شخصیات پیدا ہوئیں۔ انہی نبوی اصولوں کو جب اپنایا تو تاریخ نے کبھی امام بخاری، امام مسلم، علامہ ابن تیمیہ رحمہم اللہ جیسے سنت کے شیدائیوں اور خادموں کو دیکھے۔ انہی اصول پر چلنے والی ماؤں کی آغوش تربیت میں کبھی امام ابوحنیفہ تو کبھی امام شافعی تو کبھی امام مالک تو کبھی امام احمد حنبل رحمہم اللہ جیسی عبقری شخصیات پیدا ہوئیں جنہوں نے دنیا والوں کو اسلام کی رہنمائی کی۔

اولاد کی اصلاح کے لیے جدوجہد کے ساتھ اللہ رب العالمین سے دعا بھی کرنی چاہیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ **ثلاث دعوات یستجاب لھن لاشک فیھن دعوۃ المظلوم ودعوۃ المسافر ودعوۃ الوالد لولدہ.**

تین دعاؤں کو بلاشک قبول کیا جاتا ہے. مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا، اور اولاد کے حق میں والد کی دعا۔ (ابوداؤد 1536 حکم الحدیث صحیح)

مومن بندوں کی صفات میں سے ایک صفت یہ ہے کہ وہ رب العالمین سے اپنی اولاد کے تعلق سے دعا کرتا ہے۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (سورہ فرقان 74) اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ہمارے بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ رب العالمین ہم تمام کی اولاد کو نیک وصالح اور ان سے سب کے دل کو راحت وسکون اور آنکھوں کو ٹھنڈک اور انہیں اپنے والدین کا مطیع و فرمانبردار بنائے آمین یارب العالمین۔

☆☆☆

راستے کے حقوق

ابوعدنان سعیدالرحمٰن نورالعین سنابلی

دینِ اسلام تمام شعبہائے حیات سے متعلق رہنمائی فرماتا ہے،عقائد، عبادات، معاملات، اخلاقیات اور معاشرت تمام امور سے متعلق ہدایات اسلام میں موجود ہیں، اسلام اپنے متبعین سے تقاضا کرتا ہے کہ دوسروں کے جو حقوق ان پر عائد ہوتے ہیں، انہیں حتی الامکان پورا کریں اور اس میں کوتاہی سے گریز کریں۔ چاہے وہ حقوق چھوٹے مسائل سے متعلق ہوں یا پھر بڑے مسائل سے ان کا تعلق ہو۔لیکن ہمارا المیہ تو یہ ہے کہ ہم بڑے مسائل کے حل کے لیے بسا اوقات خوب کوششیں کرتے ہیں اور اس سلسلے میں ہماری کوششیں سنجیدہ بھی ہوتی ہیں مگر چھوٹے چھوٹے معاملات ہماری نظروں سے اوجھل رہتے ہیں اور ہم ان امور پر توجہ نہیں دے پاتے ہیں۔

ان ہی میں ایک اہم مسئلہ 'راستے کے حقوق' کا ہے۔ہم میں سے ہر شخص اس بات سے بخوبی آشنا ہے کہ کوئی شخص راستے میں مستقل ٹھکانا نہیں بناتا مگر راستے ہماری زندگی کے لازمی حصہ ہیں، ہمیں نقل وحرکت کے لئے راستوں کا سہارا لینا پڑتا ہے اور راستے منزل مقصود تک پہنچانے کے ذرائع ہیں گویا کہ راستے انسان کی زندگی میں خصوصی اہمیت رکھتے ہیں، چنانچہ اگر راستے سے گزرتے ہوئے کسی کو تکلیف پہنچے تو اس کا اثر کافی دیر تک محسوس کیا جاسکتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ راستے ہمیشہ سے مرکزِ توجہ رہے ہیں بلکہ موجودہ دور میں تو راستوں سے متعلق مستقل نظام وجود میں آچکے ہیں، قوانین وضابطوں کی لمبی چوڑی فہرست ہے جن میں معمولی سا بھی خلل ہماری تمدنی زندگی کے ڈھانچے کو درہم برہم کردیتا ہے، راستہ کی اہمیت کا یہ شعور جو انسانوں میں اب عام ہوا ہے، اسلام نے اس کی جانب بہت پہلے توجہ دلائی تھی۔

راستے کے حقوق کیا ہیں؟ راستہ سے متعلق شریعت نے کن امور کی نشان دہی کی ہے؟ کن امور کا خیال رکھنا اور کن کاموں سے باز رہنے کی اس نے تلقین کی ہے تاکہ ہر کسی کی زندگی اچھے طریقے سے گزرے؟ ان سوالوں کا جواب اس تحریر میں پیش ہے۔

☆راستہ کی چوڑائی سات ہاتھ ہونی چاہئے :

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اجْعَلُوا الطَّرِيقَ سَبْعَةَ أَذْرُعٍ ''یعنی راستہ سات ہاتھ (چوڑا) رکھو۔(سنن ترمذی/۱۳۵۵، سنن ابن ماجہ/۲۳۳۸، شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

مزید ایک روایت میں ہے: ''إِذَا اخْتَلَفْتُمْ فِي الطَّرِيقِ، جُعِلَ عَرْضُهُ سَبْعَ أَذْرُعٍ ''یعنی جب تمہارا راستے (کی پیمائش) کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو اس (راستے) کی چوڑائی سات ہاتھ رکھی جائے۔(صحیح بخاری/۲۴۷۳، صحیح مسلم/۱۶۱۳)

ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عام شاہراہوں کی چوڑائی کم ازکم سات ہاتھ ہونی چاہئے تاکہ نقل وحمل کا کام آسانی سے انجام پاسکے، اونٹ اور دیگر مویشی وغیرہ بآسانی گزر سکیں اور راستہ کی تنگی کی وجہ سے ضروریات کی چیزوں کو لانے لے جانے میں دشواریوں کا سامنا نہ کرنا پڑے۔اللہ کے رسول ﷺ کی یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ جب بھی ہم کوئی پراپرٹی یا جائیداد خریدیں اور اس پر تعمیرات کا ارادہ رکھتے ہوں تو راستہ کے لئے اپنے پڑوسی کے صلاح ومشورے اور رضامندی سے دونوں مل کر اتنی زمین چھوڑیں کہ راستہ کا عرض سات ہاتھ ہوجائے تاکہ آئندہ ہمیں راستے کی تنگی کی شکایت نہ ہو اور ہم اپنی ضرورت کی چیزوں کو بآسانی گھروں تک پہنچا سکیں۔

کچھ علمائے کرام نے کہا ہے کہ اس سے مراد عام شاہراہ ہیں، املاک اور کالونیوں کے درمیان موجود گلیاں اس حکم میں شامل نہیں ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث تمام راستوں کے سلسلے میں عام ہے اور اس کو کسی خاص معنیٰ ومفہوم کے ساتھ مقید کرنے کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے بلکہ اگر اس حدیث پر ہمارا عمل ہوجائے تو راستے سے متعلق بہت سے مسائل سے ہم نجات پاجائیں گے، سڑکوں کی وجہ سے رونما ہونے والے ہمارے بہت سارے اختلافات فرو ہوجائیں گے اور ہمارے روزمرہ کے کام بھی بآسانی انجام پائیں گے۔

امام طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس کا مفہوم یہ ہے کہ مشترک راستہ کی چوڑائی سات ہاتھ رکھی جائے اور اس کے بعد کی زمین شرکاء کی ہوگی جس سے انہیں نفع کا حق حاصل ہوگا جس سے دوسرے کو نقصان نہ ہو۔راستہ کو سات ہاتھ بنانے کے پس پردہ حکمت یہ ہے کہ حمل ونقل کا کام بآسانی انجام پاس کے اور اگر کوئی چیز دروازے تک پہنچانی ضروری ہو اس کے لئے راستہ کشادہ ہو اور اہل مکانات سے راستہ میں بیٹھنے والوں کو بھی ملحق کیا جائے گا، چنانچہ اگر راستہ سات ہاتھ سے زائد ہو تو انہیں زائد حصے میں بیٹھنے سے نہیں روکا جائے گا اور اگر سات ہاتھ سے کم ہو تو دوسروں لوگوں کے لئے راستہ تنگ ہونے کی وجہ سے انہیں روک دیا جائے گا۔(فتح الباری لابن حجر ۷/۴۰۴)

امام ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یعنی امام احمد اور ان کے اصحاب کے نزدیک اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر کسی غیر آباد یا مملوک زمین میں راستہ بنانا چاہیں (تو سات ہاتھ چوڑائی چھوڑیں)، اس کا مفہوم ان کے نزدیک یہ نہیں ہے کہ کشادہ راستہ میں سات ہاتھ چھوڑ کر تعمیر کرنا جائز ہے جیسا کہ جوزجانی نے کہا ہے۔(فتح الباری ۳/۲۸۸)

☆راستہ کو پرامن بنانا مطلوب ہے : راستہ کا مامون

محفوظ ہونا بھی اہم ہے تا کہ لوگ وہاں سے بے خوف وخطر گذر سکیں، اسلام نے اسے بڑی اہمیت دی ہے؛ اسی لیے ایسے لوگ جو راہ گیروں پر حملہ کر کے ان کا مال واسباب لوٹ لیتے ہیں یا انھیں قتل کر دیتے ہیں اللہ نے قرآن میں ان کے لیے انتہائی سخت سزا تجویز کی ہے اور اسے اللہ و رسول کے ساتھ جنگ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُم مِّنْ خِلَافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنَ الأَرْضِ“ (المائدة: ٣٣)

یعنی جو لوگ زمین میں فساد و پھیلا کر اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں، ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کر دئے جائیں یا انھیں سولی دے دی جائے، یا مخالف جانب سے ان کے ہاتھ پیر کاٹے جائیں یا پھر انھیں ملک بدر کر دیا جائے۔

اس سخت سزا کا مقصد یہی ہے کہ راستے مامون ومحفوظ ہوں اور لوگ بے خوف وخطر اس سے استفادہ کر سکیں؛ اس لیے راستہ پر ایسا کوئی بھی عمل جس کی وجہ سے راہ گیروں کا جان و مال خطرہ میں پڑے جرم تصور کیا جائے گا، لہٰذا ٹریفک قوانین کی پاسداری شرعا ضروری ہوگی؛ اس لیے کہ اس کا مقصد راستہ کو ہر ایک کے لیے مامون ومحفوظ بنانا ہے، ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی یا راستوں پر کوئی ایسی حرکت جو راہگیروں کے لیے خطرہ یا پریشانی کا باعث بنے جیسے بہت تیز ڈرائیونگ کرنا، سڑک پر ریس لگانا، خطرناک طریقہ سے اُورٹیک کرنا، ہیلمیٹ نہ پہننا، چار پہیہ گاڑیوں میں بیلٹ استعمال نہ کرنا، بلاضرورت تیز ہارن بجانا، ریڈ سگنل کراس کرنا نہ صرف قانونا؛ بلکہ شرعی اعتبار سے بھی قابل مواخذہ جرم ہے۔

☆ **راستہ کو تنگ کرنا سنگین گناہ ہے**: معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فلاں اور فلاں غزوہ کیا تو لوگوں نے پڑاؤ کی جگہ کو تنگ کر دیا اور راستے مسدود کر دیئے تو اللہ کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک منادی کو بھیجا جو لوگوں میں اعلان کر دے کہ جس نے پڑاؤ کی جگہیں تنگ کر دیں، یا راستہ مسدود کر دیا تو اس کا جہاد نہیں ہے۔ (سنن ابوداود/٢٦٢٩، مسند احمد٣/٤٤١، شیخ البانی اور حافظ زبیر احمد زئی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔)

اس حدیث کو پڑھیں اور اپنا جائزہ لیں کہ اس تعلق سے ہم کس حد تک کوتاہی کے شکار ہیں، آپ دیکھیں گے کہ لب سڑک کسی کی دوکان ہے تو اس کے دوکان کی آدھی چیزیں راستہ پر ہی ہوتی ہیں جس سے راستہ حد درجہ تنگ ہو جاتا ہے۔ یہی نہیں، لوگ سڑک پر گاڑیاں پارکنگ کرنے میں حد درجہ کوتاہی برتتے ہیں اور اپنی گاڑیوں کو سڑکوں پر اس انداز میں پارکنگ کرتے ہیں کہ آنے جانے والوں کو حد درجہ تکلیف ہوتی ہے، حالانکہ آپ غور فرمائیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے کس قدر سنگین بات کہی کہ راستہ مسدود کرنے والے شخص کے جہاد کا اعتبار نہیں گویا کہ یہ عمل سراسر ظلم و زیادتی ہے اور سخت گناہ کا موجب ہے ہمیں راستے کو مسدود کرنے یا تنگ کرنے سے بالکلیہ پرہیز کرنا چاہئے تا کہ ہم کسی بھی انسان کے لئے باعث اذیت نہ بنیں۔

☆ **راستہ پر بیٹھنا مذموم عمل ہے**: عبداللہ بن ابی طلحہ کہتے ہیں: ہم مکانوں کے سامنے کی کھلی جگہوں میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور ہمارے پاس کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمھارا راستوں کی خالی جگہوں پر مجلسوں سے کیا سروکار؟ راستوں کی مجالس سے اجتناب کرو۔“ ہم نے کہا: ہم ایسی باتوں کے لیے بیٹھے ہیں جن میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں، ہم ایک دوسرے سے گفتگو اور بات چیت کے لیے بیٹھے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اگر نہیں (رہ سکتے) تو ان (جگہوں) کے حق ادا کرو (جو یہ ہیں): آنکھ نیچی رکھنا، سلام کا جواب دینا اور اچھی گفتگو کرنا۔“ (صحیح مسلم/٢١٦١)

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم لوگ راستوں پر بیٹھنے سے اجتناب کرو۔“ صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اس بات میں تو ہم مجبور ہیں کیونکہ وہی تو ہماری بیٹھنے اور گفتگو کرنے کی جگہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”اچھا اگر ایسی ہی مجبوری ہے تو راستے کا حق ادا کرو۔“ صحابہ نے عرض کیا: راستے کا حق کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نگاہیں نیچی رکھنا، کسی کو تکلیف نہ دینا سلام کا جواب دینا اچھی بات بتانا اور بری بات سے منع کرنا۔“ (صحیح بخاری/٢٤٦٥)

ان حدیثوں میں اللہ کے رسول ﷺ نے بلاوجہ راستوں پر محفل لگانے اور لوگوں کے راستوں کو مسدود کرنے سے منع کیا ہے کیونکہ اس میں فتنہ کا اندیشہ ہے، راستہ سے خواتین گزرتی ہیں بے پردگی کا خدشہ ہوتا ہے، گزرنے والوں کی غیبت اور انہیں حقیر سمجھنے کا بھی ڈر ہوتا ہے، نیز سلام اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلے میں بھی کوتاہی کا امکان ہوتا ہے اس وجہ سے اللہ کے رسول ﷺ نے ایسا حکم صادر فرمایا ہے، البتہ اگر راستہ کشادہ ہو اور ہمارے وہاں بیٹھنے سے کسی کو تکلیف نہ ہو رہی ہو اور ہم راستے کے حقوق کی ادائیگی بھی کر لے رہے ہوں تو ان شرطوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں راستوں پر بیٹھنے کی اجازت دی ہے لیکن ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ اجازت ضرورت کی بنیاد پر ہے، اسے عادت بنا لینا درست نہیں ہے۔ واللہ اعلم

ان حدیثوں میں اللہ کے رسول ﷺ نے راستوں کے حقوق بھی بتائے ہیں کہ اگر آپ راستہ پر بیٹھتے ہیں تو آپ کے اوپر کون کون سی چیزیں واجب ہیں۔ چنانچہ اس روایت میں ہے کہ آپ نگاہیں پست رکھیں، کسی کو تکلیف دینے سے گریز کریں، سلام کا جواب دیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں۔ اسی طرح سے دوسری حدیثوں میں مزید کچھ امور کا تذکرہ ہے جن میں مظلوم کی مدد اور راستہ بھٹکے انسان کی رہنمائی جیسی چیزیں شامل ہیں۔

☆ **راستہ میں بول و براز اور قضائے حاجت کرنا سخت گناہ ہے**: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اتَّقُوا اللَّعَّانَيْنِ“ قَالُوا: وَمَا اللَّعَّانَانِ يَا رَسُولَ اللهِ؟

قَالَ: ''الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيقِ النَّاسِ، أَوْ فِي ظِلِّهِمْ.'' یعنی ''تم دو سخت لعنت والے کاموں سے بچو!'' صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! سخت لعنت والے وہ دو کام کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو انسان لوگوں کی گزرگاہ میں یا ان کی سایہ دار جگہ میں (جہاں وہ آرام کرتے ہیں) قضائے حاجت کرتا ہے (لوگ ان دونوں کاموں پر اس کو سخت برا بھلا کہتے ہیں)۔'' (صحیح مسلم/۲۶۹)

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلَاثَةَ: الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ، وَقَارِعَةِ الطَّرِيقِ، وَالظِّلِّ'' یعنی لعنت کی تین چیزوں سے بچو: مسافروں کے اترنے کی جگہ میں، عام راستے میں، اور سائے میں پاخانہ پیشاب کرنے سے۔ (سنن ابوداود/۲۶، شیخ البانی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔)

راستہ میں قضائے حاجت کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اسے قابل لعنت عمل قرار دیا ہے۔ موجودہ زمانے میں اس ممانعت میں یہ بھی شامل ہوگا کہ ہم گٹر اور نالیوں کو راستے پر بہتا ہوا چھوڑ دیں اور کوڑے وغیرہ راستہ میں ہی پھینکیں کیونکہ ان سب چیزوں سے گزرنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے اور کسی بھی انسان کو تکلیف دینا سخت گناہ ہے۔

☆ **رات میں راستہ پر پڑاؤ ڈالنا منع ہے**: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''إِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْخِصْبِ فَأَعْطُوا الْإِبِلَ حَقَّهَا، وَإِذَا سَافَرْتُمْ فِي الْجَدْبِ فَأَسْرِعُوا السَّيْرَ، فَإِذَا أَرَدْتُمُ التَّعْرِيسَ فَتَنَكَّبُوا عَنِ الطَّرِيقِ'' یعنی جب تم شاداب علاقوں میں سفر کرو تو اونٹوں کو ان کا حق دیا کرو (کہ وہ بھی کھا اور چر لیں) اور جب خشکی کے (دن یا علاقے ہوں) تو جلدی جلدی چلا کرو (تاکہ سواریوں کو اذیت نہ ہو) اور جب تم رات کو آرام کے لیے کہیں پڑاؤ کرو تو راستے سے ہٹ کر پڑاؤ کیا کرو۔ (سنن ابوداود/۲۵۶۹، مسند احمد/۸۵۵۸، شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''إِيَّاكُمْ وَالتَّعْرِيسَ عَلَى جَوَادِّ الطَّرِيقِ، وَالصَّلَاةَ عَلَيْهَا، فَإِنَّهَا مَأْوَى الْحَيَّاتِ وَالسِّبَاعِ، وَقَضَاءَ الْحَاجَةِ عَلَيْهَا فَإِنَّهَا مِنَ الْمَلَاعِنِ'' یعنی بیچ راستے میں رات کو پڑاؤ ڈالنے اور نماز پڑھنے سے بچو، اس لیے کہ وہ سانپوں اور درندوں کے بار بار آنے اور جانے کا راستہ ہے، اور وہاں قضائے حاجت سے بھی بچو اس لیے کہ یہ لعنت کے اسباب میں سے ہے۔ (سنن ابن ماجہ/۳۲۹، شیخ البانی نے نماز پڑھنے والے حصہ کے علاوہ حدیث کے باقی حصہ کو حسن قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: الصحیحہ/۲۴۳۳)

اس حدیث میں رات کے وقت راستہ میں ٹھہرنے، لیٹنے اور قیام کرنے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ رات کو جب راستے پر انسانوں کی آمد و رفت رک جاتی ہے تو موذی جانور اور کیڑے مکوڑے اپنے ٹھکانوں سے نکل آتے ہیں اور ان راستوں سے گزرتے ہیں، اس لیے اگر کوئی مسافر سو رہا ہو تو ممکن ہے کوئی سانپ بچھو وغیرہ اسے نقصان پہنچائے۔

☆ **راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹانا نیکی کا کام ہے**:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ - أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ - شُعْبَةً، فَأَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ'' یعنی ایمان کے ستر سے زائد (یا ساٹھ سے زائد) شعبے ہیں۔ سب سے افضل لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کا اقرار ہے اور سب سے چھوٹا کسی اذیت (دینے والی چیز) کو راستے سے ہٹانا ہے اور حیا بھی ایمان کی شاخوں میں سے ایک ہے۔'' (صحیح مسلم/۳۵)

ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ عَلِّمْنِي شَيْئًا أَنْتَفِعُ بِهِ قَالَ اعْزِلِ الْأَذَى عَنْ طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ یعنی میں نے عرض کیا: اللہ کے نبی! آپ مجھے کوئی ایسی بات سکھا دیں جس سے میں نفع حاصل کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دینے والی چیز کو ہٹا دیا کرو۔'' (صحیح مسلم/۲۶۱۸)

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: چالیس خصلتیں جن میں سب سے اعلیٰ وارفع۔ دودھ دینے والی بکری کا ہدیہ کرنا ہے۔ ایسی ہیں کہ جو شخص ان میں سے ایک خصلت پر بھی عامل ہوگا ثواب کی نیت سے اور اللہ کے وعدے کو سچا سمجھتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کرے گا۔ حسان نے کہا کہ دودھ دینے والی بکری کے ہدیہ کو چھوڑ کر ہم نے سلام کا جواب دینا، چھینکنے والے کا جواب دینا اور تکلیف دینے والی چیز کو راستے سے ہٹا دینے وغیرہ کا شمار کیا، تو سب پندرہ خصلتیں بھی ہم شمار نہ کر سکے۔ (صحیح بخاری/۲۶۳۱)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيقِ فَأَخَّرَهُ، فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ'' یعنی ایک شخص راستے میں جا رہا تھا، اس نے وہاں خاردار ٹہنی دیکھی تو اسے ایک طرف ہٹا دیا، اللہ تعالیٰ نے اس کی قدردانی کرتے ہوئے اسے معاف کر دیا۔ (صحیح بخاری/۶۵۲)

ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تکلیف دہ چیزوں کو راستے سے ہٹانا عظیم نیکی ہے اور یہ دخول جنت کا سبب ہے، اگر ہم راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹاتے ہیں تو گویا ہمارے سینے میں ایمان کی رمق موجود ہے لیکن اگر ہم اس سلسلے میں کوتاہی کرتے ہیں تو گویا ہمارے سینے میں ایمان کی لو بالکل کمزور پڑ چکی ہے اور ہمیں اپنے ایمان کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ ایمان کا سب سے کمتر درجہ ہے اور یہ خوبی ہمارے اندر موجود نہیں ہے اسلامی تعلیمات سے ہمارا رشتہ کمزور پڑ چکا ہے اور اب ہمیں خود احتسابی کی سخت ضرورت ہے۔

☆ **راستہ کو مکان کی تعمیر میں شامل کرنا سخت گناہ ہے**: سعید بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ''أَنَّهُ خَاصَمَتْهُ أَرْوَى فِي

حَقٍّ زَعَمَتْ اَنَّهُ انْتَقَصَهُ لَهَا إِلَى مَرْوَانَ، فَقَالَ سَعِيدٌ: اَنَا اَنْتَقِصُ مِنْ حَقِّهَا شَيْئًا اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ''مَنْ اَخَذَ شِبْرًا مِنَ الاَرْضِ ظُلْمًا، فَإِنَّهُ يُطَوَّقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ سَبْعِ اَرَضِينَ''یعنی مسماۃ اروی سے ان کا کسی حق کے متعلق جھگڑا ہوگیا۔اس کا دعویٰ تھا کہ انھوں نے اس کی زمین کم کردی ہے۔وہ اپنا معاملہ مروان کے پاس لے کر گئی۔سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس کا حق کسی طرح کم کرسکتا ہوں جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: ''جس شخص نے زمین کا کچھ حصہ بھی ظلم سے لے لیا تو اسے قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا''۔(صحیح بخاری/۳۱۹۸،صحیح مسلم/۱۶۱۰)

اس حدیث میں ایک شخص کی زمین پر ناحق قبضہ کرنے کی اتنی بڑی سزا بتائی گئی ہے کہ اسے سات زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا چنانچہ اگر کوئی شخص راستہ میں سے قبضہ کرتا ہے تو اس کا جرم انتہائی سنگین ہوگا کیونکہ راستہ تمام لوگوں کا مشترکہ حق ہوتا ہے۔یہ بیماری ہمارے معاشرے میں خطرناک حد تک پھیلی ہوئی ہے کہ لوگ مکان کی تعمیر کرتے ہوئے راستہ پر زینہ اور گیلری نکال لیتے ہیں بلکہ شہروں میں یہ بھی مشاہدے میں آتا ہے کہ گراونڈ فلور تو زمین کے بقدر ہوتا ہے لیکن اوپر کے منازل کا ایک اچھا حصہ سڑکوں پر لٹک رہا ہوتا ہے جو کہ سراسر غلط ہے کیونکہ اس سے لوگوں کو حد درجہ اذیت ہوتی ہے بلکہ بسا اوقات بڑی گاڑیوں کا گزرنا ناممکن ہوجاتا ہے۔یہ سڑک پر ناحق قبضہ کے قبیل سے ہے اور اس طرح کی چیزوں سے ہمیں پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ کسی چیز کا بھی اوپری حصہ نیچے کے ہی تابع ہوتا ہے تو سڑک کے اوپری حصے پر تعمیر کسی بھی صورت میں درست نہیں قرار دیا جاسکتا ہے۔

☆کسی انسان کو سواری پر سوار کرنا یا اس کے سامان کو اپنی سواری پر رکھ لینا باعثِ ثواب ہے :

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:''كُلُّ سُلاَمَى عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ، يُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ، يُحَامِلُهُ عَلَيْهَا، اَوْ يَرْفَعُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ، وَكُلُّ خَطْوَةٍ يَمْشِيهَا إِلَى الصَّلاَةِ صَدَقَةٌ، وَدَلُّ الطَّرِيقِ صَدَقَةٌ''یعنی روزانہ انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ لازم ہے۔اگر کوئی شخص کسی کی سواری میں مدد کرے کہ اسے سہارا دے کر اس کی سواری پر سوار کرادے یا اس کا سامان اٹھا کر اس پر رکھ دے تو یہ بھی صدقہ ہے۔کسی سے بھلی بات کرنا اور نماز کے لیے ہر قدم اٹھانا بھی صدقہ ہے۔اور کسی کو راستہ بتا دینا بھی صدقہ ہے۔(صحیح بخاری/۲۸۹۱،صحیح مسلم/۱۰۰۹)

موجودہ وقت میں سرکاریں کارپُلنگ کی خوب خوب تشہیریں کررہی ہیں تاکہ اس کے ذریعہ ٹریفک کنٹرول کیا جاسکے اور آلودگی سے ماحولیات کو بچایا جاسکے جبکہ اللہ کے رسول ﷺ نے اس طرح کے کاموں پر ابھارا ہے تاکہ معاشرہ کے سبھی لوگوں میں ایک دوسرے کے تئیں تعاون کا جذبہ برقرار رہے۔

☆جارحانہ انداز میں ڈرائیونگ ممنوع ہے : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:''اَنَّهُ دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَائَهُ زَجْرًا شَدِيدًا وَضَرْبًا وَصَوْتًا لِلْإِبِلِ فَاَشَارَ بِسَوْطِهِ إِلَيْهِمْ وَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْإِيضَاعِ ''یعنی وہ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ عرفہ کے دن واپس ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے اپنے پیچھے شور وغل اور اونٹوں کو مارنے پیٹنے کی آواز سنی۔آپ نے اپنے کوڑے سے ان کی طرف اشارہ فرمایا اور حکم دیا:''لوگو! سکون قائم رکھو۔اونٹوں کو دوڑانے میں کوئی نیکی نہیں ہے۔(صحیح بخاری/۱۶۷۱)

ایک دوسری روایت میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے لوٹے، آپ پر اطمینان اور سکینت طاری تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ردیف اسامہ رضی اللہ عنہ تھے، آپ نے فرمایا: ''لوگو! اطمینان و سکینت کو لازم پکڑو اس لیے کہ گھوڑوں اور اونٹوں کا دوڑانا کوئی نیکی نہیں ہے''۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے انہیں (گھوڑوں اور اونٹوں کو) ہاتھ اٹھائے دوڑتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمع (مزدلفہ) آئے، (وہب کی روایت میں اتنا زیادہ ہے): پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو بٹھایا اور فرمایا: ''لوگو! گھوڑوں اور اونٹوں کو دوڑانا نیکی نہیں ہے تم اطمینان اور سکینت کو لازم پکڑو''۔عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: پھر میں نے کسی اونٹ اور گھوڑے کو اپنے ہاتھ اٹھائے (دوڑتے) نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ آئے۔(سنن ابوداود/۱۹۲۰، شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔)

کچھ لوگ ڈرائیونگ کے سلسلے میں بہت بداحتیاطی کا مظاہرہ کرتے ہیں جبکہ اللہ کے رسول ﷺ نے لاپرواہی اور جارحانہ انداز میں ڈرائیونگ سے منع کیا ہے کیونکہ اس صورت میں انسان جہاں اپنی جان کو جوکھم میں ڈالتا ہے، وہی اس بات کا بھی اندیشہ ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کو جانے انجانے میں نقصان پہنچادے۔

☆راہ بھٹکے ہوئے شخص کو راستہ بتانا بھی نیکی ہے : ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: تم میں سے ہر ایک کے ہر عضو پر صبح کے وقت صدقہ لازم ہوتا ہے اور ہر تسبیح کا کلمہ بھی صدقہ ہے تہلیل بھی صدقہ ہے تکبیر بھی صدقہ ہے تحمید بھی صدقہ ہے امر بالمعروف بھی صدقہ ہے اور نہی عن المنکر بھی صدقہ ہے اور ان سب کی کفایت وہ دو رکعتیں کردیتی ہیں جو تم میں سے کوئی شخص چاشت کے وقت پڑھتا ہے، لوگوں کے راستے سے کانٹا، ہڈی اور پتھر ہٹادو، نابینا کو راستہ دکھادو، گونگے بہرے کو بات سمجھادو، کسی ضرورت مند کو اس جگہ کی رہنمائی کردو جہاں سے اس کی ضرورت پوری ہونے کا تمہیں علم ہو، اپنی پنڈلیوں سے دوڑ کر کسی مظلوم اور فریاد رس کی مدد کردو اپنے ہاتھوں کی طاقت سے کسی کمزور کو بلند کردو یہ سب تمہاری جانب

(بقیہ صفحہ ۱۱ پر)

مدارس وجامعات کے طلبہ میں شوق تعلیم پیدا کرنے کے لئے سنہرے واقعات

آصف تنویر تیمی

تحصیل علم کو کسی خاص وقت یا عمر سے جوڑا نہیں جاسکتا۔کسی بھی عمر میں علم حاصل کیا جاسکتا ہے۔بے شمار ایسے دلائل اور واقعات موجود ہیں کہ لوگوں نے عمر کے آخری حصہ میں تحصیل علم کا آغاز کیا اور وہ اپنے مقصد میں پورے طور پر کامیاب ہوئے۔عرب ملکوں میں آج بھی ہر عمر کے لوگ شوق سے دینی وعصری مدرسوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔لیکن یہ بات ضرور ہے،جس سہولت اور آسانی اور فارغ البالی سے بچپن اور نوجوانی میں تعلیم حاصل کی جاسکتی ہے وہ ادھیڑ عمر یا بڑھاپے میں نہیں۔حصول تعلیم کے لئے جتنا زیادہ جسم اور ذہن صحت مند ہوا تنی ہی جلدی اور بہتر طریقے سے تعلیم حاصل کی جاسکتی ہے۔اس میں دو رائے نہیں کہ بچپن میں ذہن رساں رہتا ہے اور امراض واسقام کا خدشہ کم سے کم ہوتا ہے،اس لئے پوری یکسوئی سے آدمی تعلیم حاصل کر پاتا ہے۔گھریلو اور عائلی ضروریات بھی عام طور سے اس عمر میں اس سے وابستہ نہیں ہوتیں۔اسی وجہ سے پڑھنے لکھنے والے افراد کم سنی سے سن بلوغت تک تحصیل علم کے لئے بھر پور جتن کرتے ہیں۔اسکول اور کالج میں بھی چھوٹے بچوں کی تعلیم کا بندوبست ہوتا ہے۔ذیل میں چند ایسے مشاہیر علماء کا مختصرا تذکرہ کیا جارہا ہے جنہوں نے علمی اور عملی میدانوں میں عین نوجوانی میں کمال اور مقام پیدا کیا:

1-عبداللہ بن عباسؓ: آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں۔آپ کا علمی مقام ومرتبہ اہل علم وفضل سے مخفی نہیں۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے وقت آپ کی عمر تیرہ برس تھی۔آپ نے اللہ کی توفیق اور اپنی ذاتی محنت اور لگن سے علم کا وافر حصہ حاصل کیا تھا۔آپ کو ترجمان قرآن کا لقب دیا جاتا ہے۔مشہور صحابی عبداللہ بن مسعود کہتے تھے: ابن عباس قرآن کے عمدہ ترجمان ہیں۔آپ کی علمی مہارت اور توسع کو دیکھ کر آپ کے شاگردان آپ کو ''حبر'' بڑے مولانا کہتے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ اپنے شوق تعلیم کے بارے میں کہتے ہیں کہ''مجھے کسی کے پاس حدیث کا پتہ چلتا تو میں اس کے دروازہ تک پہنچ جاتا،کبھی کبھار وہ (صاحب حدیث) قیلولہ کر رہے ہوتے تو میں اپنی چادر کو تکیہ بنا کر ان کی چوکھٹ پر لیٹ جاتا۔ہوا چلنے کی وجہ سے میرا چہرہ گرد وغبار سے اٹ جاتا۔جب وہ (صاحب حدیث) بیدار ہوتے،میرے اوپر نگاہ پڑتی تو کہتے: اے!عم زاد رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے یہ زحمت کیوں کی،کسی سے مجھے بلوا لیا ہوتا۔میں جواب دیتا: صاحب علم کے پاس میں آنے کا زیادہ حقدار ہوں۔پھر میں حسب منشا وہ حدیث ان سے سنتا'' (البدایہ والنہایہ لابن کثیر رحمہ اللہ: 12\86)۔ابن عباس رضی اللہ عنہ علم تفسیر،علم قرآن،علم حدیث،شاعری،لغت، میں کامل دسترس رکھتے تھے۔آپ نے مختصر مدت میں جس مقدار میں علوم وفنون کو جمع کیا وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت تھی۔

2-معاذ بن جبلؓ: آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی ہیں۔آپ کے بے شمار علمی وعملی کمالات سیرت وتاریخ کی کتابوں میں درج ہیں۔اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے اسلام قبول کیا۔آپ کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گواہی دی کہ قیامت میں علماء صحابہ میں سب سے اونچا مقام آپ کو حاصل ہوگا۔امام مالک کے قول کے مطابق آپ کی موت محض اٹھائیس سال کی عمر میں ہوگئی۔اس طرح صرف دس سال کا عرصہ آپ نے اسلام قبول کرنے کے بعد گزارا جن میں مدرسہ نبوی کی طالب علمی بھی شامل ہے۔مگر ان سالوں میں آپ نے اس محنت اور لگن سے تعلیم حاصل کیا کہ علماء کے مقتدا اور پیشوا بن گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"**أعلمكم بالحلال والحرام معاذ بن جبل.....**"(صحیح الجامع للألبانی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مکمل قرآن کریم کو آپ نے حفظ کر لیا تھا۔

3-زید بن ثابتؓ: گیارہ سال کی عمر میں آپ نے اسلام قبول کیا۔شوق شہادت کے غرض سے جنگ بدر میں شریک ہونا چاہتے تھے مگر کم سنی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس کر دیا۔حافظ قرآن تھے۔آپ حد درجہ ذہین وفطین اور محنتی انسان تھے۔آپ کے شوق علم کو دیکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا:"**يا زيد تعلم لي كتاب يهود،فإني والله ما آمنهم على كتابي.**"(مسند احمد:21619) زید بن ثابت کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش کے پیش نظر میں پندرہ دن سے کم میں یہود کی زبان کا ماہر ہوگیا۔

آپ صحابہ میں سب سے بڑے فرائض کے جانکار تھے۔آپ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں اس بات کا اعتراف کیا کہ قیادت کے حقدار مہاجرین ہیں۔یہ سن کر سیدنا ابوبکر نے آپ کی تعریف۔آپ چار بڑے قاضیوں میں سے ایک تھے۔چار میں سیدنا عمر،علی،اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔علمی اعتبار سے آپ اس رتبہ پر فائز تھے کہ امام المفسرین سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کی سواری کا لگام تھامتے اور جب آپ سے چھوڑنے کے لئے کہتے تو آپ گویا ہوتے:"**هكذا نفعل بعلمائنا وكبرائنا**" ہم اپنے علماء واکابرین کے ساتھ ایسا ہی (بہتر) برتاؤ کیا کرتے ہیں۔جب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی موت ہوئی تو محدث عظیم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا:''**مات حبر الأمة،ولعل الله أن يجعل في ابن عباس منه خلفا**'' (اخرج ابن سعد بسند صحیح) اس امت کا عالم وفات پا گیا،امید ہے کہ ابن عباسؓ ان کے جانشین ثابت ہوں گے۔

4- ربیعۃ بن ابوعبدالرحمٰنؒ: آپ ربیعہ بن فروخ ہیں۔ لیکن ربیعۃ الرأی کے نام سے مشہور ہیں۔ بڑی کم سنی میں مدینہ منورہ میں مسند حدیث اور فقہ پر آپ متمکن ہوگئے۔ آپ کے درس میں امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام سفیان ثوری، امام اوزاعی اور امام لیث بن سعد رحمہم اللہ جیسے اساطین علم وفضل شامل ہوا کرتے تھے۔

5- امام شافعیؒ: آپ کا نام محمد بن ادریس ہے۔ 150 ہجری میں آپ غزہ (فلسطین) کے اندر پیدا ہوئے۔ اسی سال امام ابوحنیفہ کی وفات ہوئی تھی۔ آپ کی والدہ شروع میں آپ کو یمن لے کر گئیں پھر وہاں سے مکہ معظمہ چلی گئیں۔ روزانہ آپ حرم جاتے علماء ومشائخ کے دروس کو نوٹ کرتے اور گھر واپس آجاتے۔ دروس کے نوٹس سے جب آپ کا گھر بھر گیا تو ایک دفعہ یہ عزم کر کے اپنے گھر کا دروازہ بند کرلیا کہ جب تک ان اوراق کو حفظ نہیں کرلیں گے گھر سے نہیں نکلیں گے۔

دس سال سے کم عمر میں آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو قبیلہ بنی ھذیل کے پاس بھیج دیا تاکہ آپ ان کے اشعار یاد کریں، اس طرح آپ بیس ہزار اشعار کے حافظ بن گئے۔ مکہ میں سن بلوغت کو پہنچنے سے پہلے آپ نے حدیث کی مشہور کتاب موطا کو یاد کر کے چالیس نشستوں میں مدینہ کے امام اور کتاب کے مصنف امام مالک بن انسؒ کو سنادیا۔ 56 سال کی عمر میں آپ وفات پاگئے۔ لیکن اس دوران اپنے علم وورع سے دنیا کو مبہوت کردیا۔

6- امام احمد بن حنبلؒ: آپ اہل سنت والجماعت کے مشہور امام ہیں۔ آپ کا نام احمد والد کا نام محمد اور دادا کا نام حنبل ہے۔ آپ اپنے والد کی بجائے دادا کی طرف منسوب ہو کر احمد بن حنبل سے مشہور ہیں۔ علم حدیث اور علم فقہ میں ید طولی رکھتے تھے۔ یتیم ہونے کے باوجود 16 سال کی عمر میں علم حدیث میں مہارت حاصل کرچکے تھے۔ اور آپ کے علم وفضل کا شہرہ پوری دنیا میں تھا۔ آپ کے تعلق سے یہ بات مشہور ہے کہ پندرہ سال کی عمر میں آپ کسب علم سے فارغ ہوچکے تھے۔

7- امام بخاریؒ: امام بخاریؒ کا نام اور ان کا مقام محتاج تعارف نہیں۔ پوری علمی دنیا مسلمان ان کے علمی مقام وشان سے واقف ہیں۔ آپ کی مشہور زمانہ تصنیف صحیح بخاری ہے جو قرآن کریم کے بعد دنیا کی دوسری سب سے صحیح کتاب مانی جاتی ہے۔ آپ کا مبلغ علم 16 سال کی عمر میں اتنا ہوچکا تھا کہ آپ عبداللہ بن مبارک اور وکیع بن الجراح رحمہما اللہ جیسی قد آور علمی شخصیات کی کتابیں پڑھا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی دوسری مشہور کتاب "التاریخ الکبیر" جب لکھی اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ مکتب سے ہی آپ نے احادیث یاد کرنا شروع کردیا تھا۔ امام بخاریؒ کا قول ہے کہ میں سند کے ساتھ ایک لاکھ صحیح حدیث اور دولاکھ غیر صحیح حدیث کا حافظ ہوں۔ نعیم بن حمادؒ کہتے ہیں: محمد بن اسماعیل اس امت کے فقیہ ہیں۔

8- مولانا ابوالکلام آزاد: سرزمین ہندوستان میں مختلف افکار وخیالات کی ان گنت عظیم شخصیات پیدا ہوئی ہیں۔ لیکن مولانا ابوالکلام آزاد جیسی پہلودار، متنوع علوم وفنون، اعلی فکر وخیال کی حامل شخصیت ہندوستان میں بہت کم پیدا ہوئی۔ آپ کی گوناگوں خصوصیات وکمالات تمام مذاہب کے لوگوں میں مسلم تھی۔ مشہور مؤلف اور آزاد کے قدرداں مالک رام کے بقول آزاد ''نابغہ روزگار شخصیت اور ہمہ گیر صلاحیتوں کے مالک تھے۔ ان کی سرگرمیوں کے متعدد میدان تھے اور وہ ہر جگہ منفرد مقام کے حامل۔ وہ صحافی تھے، ادیب اور انشاپرداز تھے، عالم دین تھے، مفسر قرآن تھے، مفکر تھے، سیاستداں تھے، تحریک آزادی کے ممتاز سپاہی تھے، حکومت ہند کے وزیر تعلیم کی حیثیت سے انہوں نے آزاد ہندوستان کی تعلیمی پالیسی کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کیا''۔ (ایوان اردو کا مولانا ابوالکلام آزاد نمبر، 10)

خواجہ حسن نظامی نے آزاد کے بارے میں لکھا ''مولانا ابوالکلام آزاد موجودہ ہندوستان کے لئے سیاسی سورج ہیں اور سیاسی چاند ہیں۔ ان کو سیاسی چراغ بھی کہا جاسکتا تھا، اگر دوسرے سیاسی چراغوں کو روشن کرسکتے جس کی کوئی مثال نظر نہیں آتی۔ بظاہر سفید ڈاڑھی کے بوڑھے آدمی ہیں مگر مزاج کی شوخی اور بذلہ سنجی کہتی ہے کہ اب تک نوجوان اور زندہ دل ہیں''۔ (حوالہ سابق، 16)

مولانا آزاد علیہ الرحمۃ نے نوجوانی میں اپنا نام اور مقام پیدا کیا۔ 17/ اگست 1888ء میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ 1918ء میں کلکتہ سے ماہنامہ ''نیرنگ خیال'' کا اجرا کیا۔ 1901ء میں ہفتہ وار ''المصباح'' کا اجراعمل میں آیا۔ 1902ء میں ہفتہ وار ''احسن الاخبار'' کی ادارت سنبھالی۔ 1903ء میں درس نظامی سے فراغت حاصل کرلی۔ 1903ء میں ماہنامہ ''لسان الصدق'' کو جاری کیا۔ 1905ء میں ''الندوہ''، لکھنؤ کے معاون مدیر بنے۔ 1912ء میں ہفتہ وار ''الہلال'' کو جاری کیا۔ 1915ء میں ہفتہ وار ''البلاغ'' کا اجراعمل میں آیا۔ 1919ء میں ''تذکرہ'' جامع الشواہد فی دخول غیر المسلم فی المساجد'' جیسی شاہکار تصانیف منظر عام پر آئیں۔ قومی اور بین الاقوامی کانفرنسوں میں شریک ہوئے۔ اپنے خطابات وتقاریر سے ہر طبقہ کے لوگوں کو متاثر کیا۔ یعنی محض تیس بتیس سال کی عمر میں اتنا کام کرڈالا جتنا سو (100) سال میں بھی نہیں ہوسکتا۔ بڑے بڑے لوگ کبھی آپ کی زبان، آپ کی تقریر، آپ کی تحریر اور کبھی آپ کی عمر اور جسم کو دیکھتے تو یقین نہیں کرپاتے کہ آپ آزاد ہیں جو الہلال اور البلاغ جیسے اخبار کی ادارت کرتے ہیں۔

مدارس وجامعات کے طلبہ وطالبات کو ایسی باکمال شخصیات کو اپنا رول ماڈل بنا کر علمی وعملی میدانوں میں ترقی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ طلبہ وطالبات کی اکثریت اپنے بچپن اور جوانی کی عمر کو ضائع کرتی ہے۔ اس سنہرے عمر میں تحصیل علم کے لئے جتنی محنتیں کرنی چاہئے اتنی محنت نہیں ہوتی۔ جبکہ ہمارے اسلاف نے محنت اور شوق سے کم عمری میں دنیا میں اپنا نام اور مقام پیدا کیا ہے۔ بلا محنت ومشقت کے عروج واقبال کا خواب دیکھنا بے سود ہے۔ امید ہے کہ ہماری اس تحریر سے طلبہ وطالبات کی جماعت کو فائدہ ہوگا، وہ کاہلی سے باہر آئیں گے، اور اپنے روشن مستقبل کے لئے مشقت برداشت کریں گے۔

☆☆☆

تاثرات

گرامی قدر سماحۃ الشیخ عالی جناب امیر محترم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، قابل احترام ناظم عمومی، معزز اراکین مجلس عاملہ و دیگر مدعوئین خصوصی مشائخ عظام حفاظ کرام اور ڈائس پر بیٹھے ہوئے دیگر شرکائے اجلاس اور ملت اسلامیہ کے پاسبانو!

بڑی مسرت شادمانی اور خوشی کی بات ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی کدو کاوش اور پلاننگ سے سرزمین ہند میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے پلیٹ فارم سے یہ بیسواں آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم بتاریخ ۳-۴/اگست ۲۰۲۴ء بمطابق ۲۷-۲۸/محرم الحرام ۱۴۴۶ھ بروز ہفتہ - اتوار بمقام اہل حدیث کمپلیکس ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر نئی دہلی منعقد ہوا۔ فالله الحمد علی ذالک۔ قرآن کریم کتاب ہدایت اور قوم وملت کی عظیم سرمایہ ہے اس کی تعلیمات وہدایت کو عام کرنے کی آج اس پرفتن دور میں سب سے زیادہ ضرورت ہے، قرآن حکیم سے جتنی اور جیسی خیر آپ مانگو گے یہ آپ کو دے گا، قرآن کریم علوم وفنون کا آبگینہ ہے، قرآن کریم نے اجتماعی ترقی کے ساتھ ساتھ انفرادی اور ذاتی سربلندی سے بھی ہم کنار کیا ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ان اللــه یرفع بھذا الکتاب اقواما ویضع به آخرین '' بے شک اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے کچھ لوگوں کو بلندیاں نصیب کرتا ہے اور کچھ لوگوں کو نیچے گرادیتا ہے۔ (صحیح مسلم:۸۱۷)

کائنات میں سب سے بہترین تعلیم قرآن مجید، فرقان حمید کی تعلیم ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''خیرکم من تعلم القرآن وعلمه ''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور دوسروں کو سکھلایا۔ (صحیح بخاری ۵/ ۵۰۲۷)

یہی وجہ ہے کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے عمائدین وقائدین خصوصاً امیر محترم فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی السلفی حفظ اللہ وتولاہ نے انہی رموز وہدایت اور علمی انکشافات کو واضح کرنے کے لئے مسلسل ۲۰ سالوں سے یہ مسابقہ حفظ قرآن وتجوید کی تحریک کو جاری وساری رکھے ہیں۔ اللہ رب العالمین موصوف کو لمبی زندگی عطا فرمائے اور دین وجماعت کا کام اور بہتر انداز سے کرنے کی صلاحیت عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

آج ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم حقیقی حامل قرآن بنیں زمانہ ہماری سیادت وقیادت کا منتظر ہے اگر ہم قرآن کریم کی انسانیت نما تعلیمات کو صحیح معنوں میں اپنالیں تو انسانیت کی کایا پلٹ سکتی ہے اور اس کی برکتوں اور نوازشوں سے مستفید ہوسکتی ہے۔ قرآن کریم ایک لائحہ عمل ہے اور دنیاوی اخروی دونوں زندگیاں اس سے مربوط ہے۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اس مسابقاتی پروگرام کے انعقاد سے چاہتی ہے کہ عوام وخواص کے اندر ایک حرکت وانقلاب پیدا ہوجائے اور لوگ قرآن کریم سے جڑ جائیں۔

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

اخیر میں میں پھر ایک مرتبہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے قارئین وعمائدین خصوصاً امیر محترم کو مبارکباد وتہنیت پیش کرتا ہوں جن کے خون وجگر اور شب وروز کی مسلسل محنت، آہنی حوصلوں، دیرینہ تمناؤں اور خلوص وللّٰہیت سے یہ چمن گلزار ومعطر ہوا۔

رب ذوالجلال سے دعا ہے کہ آپ تمام کی کوششوں کو قبول فرمائے اور ہم تمام کو قرآن کریم کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین

محتاج دعا
محمد شمس الحق عبدالحق سلفی
نائب ناظم صوبائی جمعیت اہل حدیث جھارکھنڈ

مکتبہ ترجمان کی باوقار پیشکش

نکاح نامہ رجسٹر

☆ کتاب وسنت کی روشنی میں تیار شدہ
☆ مارکیٹ میں دستیاب تمام نکاح ناموں سے منفرد۔
☆ نکاح سے متعلق بنیادی احکام ومسائل سے آراستہ
☆ نہایت دیدہ زیب اور آرٹ پیپر پر طباعت
☆ ہر مسجد ومدرسہ کی بڑی ضرورت۔

اوراق:150 قیمت:Rs.200/-Net

رپورٹ: شعبۂ تنظیم

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا اہم اجلاس اختتام پذیر

پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس ۹-۱۰ر نومبر ۲۰۲۴ء کو دہلی میں پورے تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوگی

تقریباً پورے ملک سے مؤقر اراکین عاملہ و ذمہ داران صوبائی جمعیات کی شرکت۔ ملک وملت، جماعت اور انسانیت سے متعلق اهم مسائل پر غور و خوض اور دعوتی و تنظیمی امور سے متعلق اهم فیصلے۔ پینتیسویں آل انڈیا اهل حدیث کانفرنس کو هر طرح سے کامیاب کرنے کا عزم محکم۔ امیر محترم مولانا اصغر علی امام مهدی سلفی حفظه الله نے اپنے پر مغز و چشم کشا توجیهی وتذکیری خطاب میں تمسک بالکتاب والسنه، دعوت الی الله، تعلیم و تربیت، خود احتسابی، صبر و تحمل، خدمت خلق، انسانی بهائی چاره، اتحاد و اتفاق، قومی یکجهتی، پر امن تعایش باهمی اور رجوع الی الله کی اهمیت و ضرورت پر زور دیا اور کها که هر زمانه میں همارے اسلاف کرام کا یهی امتیاز رها هے۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اہم اجلاس بتاریخ ۴ر اگست ۲۰۲۴ء مطابق ۲۸ر محرم الحرام ۱۴۴۶ھ، بروز اتوار، بوقت دس بجے صبح، بمقام اہل حدیث کمپلیکس، ابوالفضل انکلیو، جامعہ نگر، نئی دہلی زیر صدارت فضیلۃ الشیخ مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی حفظہ اللہ، امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند منعقد ہوا۔ جس میں ملک کے طول وعرض سے آئے ہوئے معزز ارکان مجلس عاملہ وذمہ داران صوبائی جمعیات اہل حدیث شریک ہوئے۔ اجلاس کا ایجنڈا حسب ذیل تھا:

(۱) خطاب امیر۔
(۲) گزشتہ کارروائی کی خواندگی وتوثیق۔
(۳) رپورٹ ناظم عمومی۔
(۴) رپورٹ ناظم مالیات۔
(۵) موجودہ حالات اور موجودہ لائحہ عمل پر غور وخوض۔
(۶) دعوتی وتنظیمی مسائل پر غور وخوض۔
(۷) پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کی تاریخ کی تعیین اور تیاریوں کے سلسلے میں غور وخوض۔
(۸) جمعیت کے مالی استحکام پر غور وخوض۔
(۹) دیگر امور باجازت صدر۔

اجلاس کا آغاز حافظ محمد یوسف صاحب نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا، اس کے بعد امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کا پر مغز وچشم کشا توجیہی وتذکیری صدارتی خطاب ہوا۔ آپ نے مؤقر اراکین اور ذمہ داران صوبائی جمعیات کو خوش آمدید کہا اور صمیم قلب سے ان کی شرکت پر شکریہ ادا کیا اور موجودہ حالات میں دعوت الی اللہ، تعلیم وتربیت، خدمت خلق، انسانی بھائی چارہ، اتحاد واتفاق، قومی یکجہتی، پرامن تعایش باہمی اور رجوع الی اللہ کی اہمیت وضرورت پر زور دیا اور کہا کہ ہر زمانہ میں ہمارے اسلاف کرام کا یہی امتیاز رہا ہے۔

بعد ازاں نائب ناظم مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مولانا محمد علی مدنی صاحب کے ذریعہ گزشتہ اجلاس عاملہ کی رپورٹ کی خواندگی عمل میں آئی، جس کی شرکاء اجلاس نے توثیق کی۔

اس کے بعد ناظم عمومی مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند مولانا محمد ہارون سنابلی صاحب نے مورخہ ۲۴ر ستمبر ۲۰۲۳ء سے لے کر اب تک اللہ تعالیٰ کی بے پایاں توفیق ومدد، امیر محترم کی شبانہ روز مخلصانہ مساعی وفکر مندی اور احباب اور احباب واراکین کے تعاون سے مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے مختلف شعبہ جات مثلاً شعبہ استقبالیہ، شعبہ دفتری امور، شعبہ دعوت وارشاد، شعبہ تعلیم وتربیت، شعبہ نشر واشاعت، شعبہ تنظیم، شعبہ افتاء ومجلس تحقیق علمی، مکتبہ ترجمان، میڈیا سیل، سوشل میڈیا ڈیسک، شعبہ احصائیات، شعبہ تعمیرات وشعبہ مالیات، شعبہ رفاہ عامہ، شعبہ قومی وملی امور وغیرہ کے تحت انجام دی گئی خدمات اور سرگرمیوں کی مختصر رپورٹ پیش کی جس پر اراکین نے اطمینان وخوشی کا اظہار کیا۔

اجلاس میں ناظم مالیات الحاج وکیل پرویز نے جمعیت کے آمد وخرچ کے تفصیلی حسابات پیش کیے جس پر موقر اراکین نے اعتماد واطمینان کا اظہار کیا۔

اجلاس میں ملی، جماعتی وملکی اور عالمی اہم امور ومسائل کے سلسلے میں قرار دادیں اور تجاویز پیش کی گئیں جنہیں ارکان عاملہ نے اتفاق رائے سے منظور کیا۔ اسی طرح دعوتی وتنظیمی امور سے متعلق اہم فیصلے لیے گئے اور طے پایا کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس ۹-۱۰ر نومبر ۲۰۲۴ء کو

دہلی میں منعقد ہوگی اور اسے ہر طرح سے کامیاب بنانے کے عزم کا اظہار کیا گیا۔ نیز بعض صوبوں کی مسلسل دستوری واخلاقی خلاف ورزیوں اور تمام اضلاع میں شدید بے چینی پائی جانے اور اصلاح حال کا موقع دیے جانے کے باوجود دستور واخلاق مخالف رویوں اور تصرفات سے باز نہ آنے پر اسے تحلیل کر کے دستوری تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے صاف ستھرے الیکشن کے لیے ایڈھاک کمیٹی کی تشکیل کا فیصلہ کیا گیا۔

مجلس عاملہ کی قراردادوں میں عقیدۂ توحید سے پوری انسانیت کو روشناس کرانے اور سیرت نبوی کی اہمیت وافادیت کو اجاگر اور اسلامی تعلیمات سے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کے ازالے کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ملک میں آپسی بھائی چارہ ،قومی یکجہتی کی ضرورت پر زور اور ایسے بیانات سے گریز کرنے کی اپیل کی گئی ہے جس سے گنگا جمنی تہذیب متاثر ہوتی ہو۔ اسی طرح اعلیٰ امتحانات میں مسلم طلباء کی کامیابی پر انہیں مبارکباد، عصری و پیشہ وارانہ معیاری تعلیمی اداروں کے قیام کو ملی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے۔ مجلس عاملہ کی قرارداد میں مدارس دینیہ کے خلاف بعض حکومتوں کے جانبدارانہ ومتعصّبانہ رویہ اور مسلم مذہبی مقامات کی مسماری اور مذہبی مقامات تحفظ ایکٹ ۱۹۹۱ء کے باوجود ان پر دعوے داری پر تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔

مجلس عاملہ کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ غیر قانونی تعمیرات کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاسکتی لیکن تعمیرات کے مدتوں بعد انہدامی کارروائی باعث تشویش اور تکلیف دہ ہے۔ مجلس عاملہ کی قرارداد میں ہر طرح کے دہشت گردانہ واقعات کی مذمت کرتے ہوئے عاملہ نے اپنے موقف کا اعادہ کیا ہے کہ اس کو کسی مذہب سے جوڑنا سراسر غلط اور ناانصافی ہے۔ اسی طرح ہر طرح کے مجرمانہ، منافقانہ، بزدلانہ خونی حادثات جو کسی بھی سطح پر واقع ہو رہے ہیں کی بھی مذمت کی گئی۔ ملک میں ماب لنچنگ کے بڑھتے واقعات، مہنگائی، شراب نوشی، جہیز اور دیگر مہلک سماجی برائیوں پر اظہار تشویش کرتے ہوئے ان کے انسداد کی اپیل کی گئی ہے۔ مجلس عاملہ کی قرارداد میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر محترم مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی کے رابطہ عالم اسلامی کے مجمع الفقہ الاسلامی کا رکن نامزد ہونے اور مسلم پرسنل لا بورڈ کا نائب صدر منتخب ہونے پر موصوف کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے حق بحقدار رسید قرار دیا گیا۔

واضح ہو کہ امیر محترم اپنے دور نظامت ہی سے **الهيئة العليا لجائزة امير نائف العالمية للسنة النبوية و الدراسات الاسلاميه** سعودی عرب کے ممبر ہونے کے ساتھ ساتھ متعدد ملکی و عالمی اداروں کے نائب صدر اور سپریم باڈیز کے ممبر بھی ہیں۔ مجلس عاملہ کی قرارداد میں مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام دو روز سے جاری بیسواں آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کے انعقاد کو وقت کی ضرورت قرار دیتے ہوئے ستائش کی گئی ہے۔ اسی طرح کیرالا، ہماچل پردیش اور اتراکھنڈ میں آفات سماوی سے ہونے والے جانی و مالی نقصانات پر غم وافسوس کا اظہار کرتے ہوئے حکومتوں اور عوام سے بلا تفریق مذہب متاثرین کی زیادہ سے زیادہ تعاون کی اپیل کی گئی، فلسطین میں اسرائیل کی جارحانہ اور غیر انسانی کارروائی کی مذمت کی گئی ہے۔

علاوہ ازیں حج کے ایام میں دورانِ حج ہونے والی اموات پر پسماندگان سے اظہار تعزیت اور اس سلسلے میں سعودی عرب کے خلاف پروپیگنڈہ کو لائق مذمت قرار دیا گیا علاوہ ازیں ملک وملت اور جماعت کی اہم شخصیات کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا اور تمام مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔

قرار داد کا متن :

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس محاسن اسلام خصوصاً عقیدۂ توحید سے متعلق اسلامی تعلیمات اور انسانیت نوازی سے متعلق اس کے امتیازات کو پوری انسانیت تک پہنچانے، سیرت نبویؐ کی اہمیت وافادیت کو اجاگر و عام کرنے ،مسلمانوں کو خود اسلامی تعلیمات کا عملی نمونہ پیش کرنے ،اپنے اخلاق وکردار سے اسلام کی ترجمانی کرنے کی تاکید کرتا ہے اور اسلام کی صاف وشفاف صورت کو بگاڑنے اور اس سے متعلق پھیلائی جارہی غلط فہمیوں کے ازالہ کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس آپسی بھائی چارہ ،قومی یکجہتی اور باہمی تعاون کی ضرورت پر زور دیتا ہے کیونکہ ملک کی تعمیر وترقی میں ان سب کا اہم کردار رہا ہے اور یہی ہماری شناخت رہی ہے لیکن افسوس کہ کچھ ناعاقبت اندیش عناصر کے غلط اور بے بنیاد بیانات سے ہماری یہ شناخت مٹتی جارہی ہے۔ لہٰذا عاملہ کا یہ اجلاس ذرائع ابلاغ کے ذمہ داران اور مالکان سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ایسے بیانات کو کوریج دینے سے احتراز کریں جو ہماری گنگا جمنی تہذیب کو متاثر کرسکتے ہیں اس کے برعکس ان بیانات اور واقعات کو نمایاں کریں جو ملک کے مفاد میں ہوں تاکہ اس پر عوام کا اعتبار برقرار رہے۔

☆ مجلس عاملہ کے اس اجلاس کا احساس ہے کہ یوپی ایس سی ،نیٹ وغیرہ ملک کے اعلیٰ امتحانات میں مسلم طلبہ کی کامیابی پر انہیں اور ان امتحانات کی تیاری کرانے والے اداروں کو مبارکباد پیش کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ آئندہ وہ مزید امکانات کو بروئے کار لاتے ہوئے قوم وملت کی ترقی میں اپنا اہم کردار ادا کریں گے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس قوم وملت اور جماعت کے صاحب ثروت حضرات سے ایک بار پھر پرزور اپیل کرتا ہے کہ وہ ایسے معیاری اداروں کے قیام میں اپنا مادی تعاون پیش کریں جو مذہبی، عصری، ٹکنیکل ،میڈیکل اور دیگر پیشہ ورانہ تعلیم کے فروغ کے لئے کام کریں۔ یہ نہ صرف قومی ضرورت ہے بلکہ دینی وملی ذمہ داری ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مدارس دینیہ کے خلاف بعض صوبائی حکومتوں کے معاندانہ رویہ پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور ان کے خلاف جانبدارانہ اور متعصّبانہ

کارروائی کو وطن عزیز کی ترقی میں رکاوٹ قرار دیتا ہے کیونکہ یہ مدارس ملک کے اندر تعلیمی پسماندگی دور کرنے میں نہ صرف اہم کردار ادا کررہے ہیں بلکہ اس میدان میں حکومتوں کا ہاتھ بھی بٹا رہے ہیں جس پر ان کی ہمت افزائی کی جانی چاہیے چہ جائیکہ انہیں مختلف بہانوں سے زک پہنچائی جائے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس یو پی ایس سی، نیٹ وغیرہ ملک کے اعلیٰ امتحانات میں پیپر لیک کے روز افزوں مجرمانہ واقعات پر اپنی تشویش کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اس کے سد باب کے لیے مؤثر اقدامات کرے اور مجرمین کے خلاف سخت سے سخت کارروائی کو یقینی بنائے تاکہ ملک کا مستقبل تعلیم یافتہ نوجوانوں میں ان امتحانات کے تئیں بددلی و مایوسی پیدا نہ ہو اور حق دار کو اس کا حق مل سکے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک کے طول وعرض میں مسلم مذہبی مقامات کی مسماری اوران پر دعویداری کا جو رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے اس پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ مذہبی مقامات تحفظ ایکٹ ۱۹۹۱ء کو تحفظ فراہم کرے۔ کیونکہ اس طرح کے اقدامات سے نہ صرف یہ کہ آپسی بھائی چارہ اور ملک کی گنگا جمنی تہذیب متاثر ہورہی ہے اور مسلمانوں کے جذبات مجروح ہورہے ہیں بلکہ مسلم دنیا و دیگر انصاف پسند ملکوں میں وطن عزیز کی شبیہ بھی داغدار ہورہی ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک کے مختلف صوبوں میں انہدامی کارروائی کے طریقہ کار اور گرفتاری کے انداز پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ اس کا ماننا ہے کہ غیر قانونی تعمیرات یقیناً غلط ہیں اور اس کی حوصلہ شکنی ہونی چاہیے۔ لیکن تعمیرات کے وقت حکومت کے کارندوں کا ذاتی فائدے کے لیے ان سے چشم پوشی کرنا بھی غلط ہے ان کے خلاف کارروائی سے اس کا سدباب ممکن ہے۔ علاوہ ازیں غیر قانونی تعمیرات کی انہدامی کارروائی کو عدالتی کارروائی سے گزارنا عدلیہ وانتظامیہ دونوں پر عوامی اعتماد کو تقویت بخشے گا اور شہریوں کا بیجا نقصان بھی نہیں ہوگا۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک اور بیرون ملک ہونے والے کسی بھی دہشت گردانہ واقعہ کی سخت مذمت کرتا ہے اور اپنے اس موقف کا اعادہ کرتا ہے کہ دہشت گردی اور دہشت گرد کا کوئی دین و مذہب نہیں ہوتا لہٰذا اسے کسی خاص فرقہ سے منسوب کرنا سراسر غلط ہے۔ اس سے متعلقہ مذاہب اور ان کے پیروکاروں کی شبیہ خراب ہوتی ہے۔ لہٰذا کسی بھی ناخوشگوار واقعہ کو کسی ایک فرقہ سے منسوب کرنے کے رجحان پر قدغن لگانے کی سخت ضرورت ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس عام انتخابات کے بعد ملک میں یکا یک موب لنچنگ کے بڑھتے واقعات پر اپنی گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور اسے میڈیا کے ذریعہ پھیلائی گئی منافرت اور سماج دشمن عناصر کی حوصلہ افزائی و پشت پناہی کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔ ایسے میں وہ حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس طرح کے واقعات پر قدغن لگانے کے لیے کڑی کارروائی کی جائے اور مجرمین کو کیفر کردار تک پہنچانے کے علاوہ منافرت پھیلانے کے ذمہ داروں کو بھی سخت سزائیں دی جائیں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس بعض صوبائی حکومتوں کے ایسے اقدامات پر تشویش کا اظہار کرتا ہے جن سے فرقہ وارانہ منافرت کو ہوا ملتی ہے، ملک دشمن عناصر کو ماحول بگاڑنے کا موقعہ ملتا ہے اور ملک کی فرقہ وارانہ ہم آہنگی متاثر ہوتی ہے۔ اس طرح کچھ لوگوں کے ذہنوں کو مسموم کرکے اپنا ہمنوا تو بنایا جاسکتا ہے، ملک و وطن کا کوئی فائدہ نہیں کیا جاسکتا بلکہ ملک و وطن کی شبیہ خراب ہوتی ہے۔

☆ شراب نوشی و دیگر نوع بنوع منشیات کا استعمال، جوا، سٹہ، سائبر ٹھگی، جہیز، عورتوں کے استحصال اور سوشل میڈیا کے ذریعہ پھیلائی جارہی فحاشی فیشن کے نام پر عریانیت واباحیت پسندی کی مختلف صورتوں پر گہری تشویش اور فکرمندی کا اظہار کرتے ہوئے مجلس عاملہ کا یہ اجلاس فلاحی وسماجی اداروں اور حکومتوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ ان برائیوں پر قابو پانے کے لئے عوام میں بیداری کی مہم چلائیں تاکہ ان گھناؤنی اور مہلک سماجی برائیوں پر قدغن لگائی جاسکے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس معاشرے سے بے راہ روی دور کرنے کی ضرورت کے پیش نظر نوجوانوں کی وقت پر شادی کرنے، شادی و بیاہ کے عمل کو آسان ترین کرنے اور اس سلسلے میں فضول خرچیوں اور بیجا رسوم ورواج سے اجتناب کرنے کی ضرورت پر زور دیتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کے اس اجلاس کا احساس ہے کہ روز افزوں مہنگائی، بے روزگاری، خوردنی اشیاء تک عام آدمی کی نارسائی اس ملک کے سنگین مسائل میں سے ہیں، ان پر قابو پائے بغیر ملک کی خوشحالی اور تعمیر وترقی ناممکن ہے۔ یہ اجلاس تمام برادران وطن، سیاسی پارٹیوں اور حکومتوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ مذکورہ مسائل کے حل کے لیے سنجیدہ اقدامات کریں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس امیر محترم کو رابطہ عالم اسلامی کے مجمع الفقہ الاسلامی کا رکن نامزد ہونے اور آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کا نائب صدر منتخب ہونے پر صمیم قلب سے مبارکباد پیش کرتا ہے اور مذکورہ اداروں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے کہ انہوں نے موصوف کی گوناگوں دینی خدمات وسرگرمیوں کے پیش نظر انہیں یہ ذمہ داری تفویض کی جو ملک وملت کے لیے مفید ثابت ہوگا۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے زیر اہتمام پینتیسویں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے انعقاد پر مسرت کا اظہار کرتا ہے اور اسے

مرکزی جمعیت کی قیادت کا اہم قدم قرار دیتے ہوئے ملک کے طول وعرض کے مسلمانوں بالخصوص اہل خیر حضرات سے اس کے لیے مادی ومعنوی تعاون پیش کرنے کی اپیل کرتا ہے۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس بیسویں آل انڈیا مسابقہ حفظ وتجوید وتفسیر قرآن کریم کے انعقاد کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیتا ہے اور اسے بنظر استحسان دیکھتا ہے۔ ساتھ ہی ذمہ داران مرکزی جمعیت کو اس کے مسلسل اور کامیاب انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہے اور قوم وملت کے ذمہ داروں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں اپنا مادی ومعنوی بھرپور تعاون پیش کریں۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس موسم حج میں گرمی کی شدت کے باعث حجاج ومعتمرین کی افسوسناک اموات پر پسماندگان اور متعلقین سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔ ساتھ ہی اس سلسلے میں بعض سعودی مخالف عناصر کے واویلے اور گمراہ کن پروپیگنڈے کی سخت الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور واضح کردینا چاہتا ہے کہ موسم حج میں اس طرح کے حادثات گرمی کی شدت اور بعض لوگوں کے نظم وضبط کی خلاف ورزیوں کے باعث ہوئے۔ حکومت سعودی عرب اور اس کے متعلقہ شعبوں نے اپنی کوششوں میں کوئی کوتاہی نہیں کی بلکہ بہتر سے بہتر انتظامات کرکے اپنا فریضہ انجام دیا۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس کیرالا کے وائناڈ میں بھاری لینڈ سلائڈنگ اور اتراکھنڈ وہماچل پردیش میں بادل پھٹنے جیسی قدرتی آفات پر اپنے دکھ کا اظہار کرتا ہے اور مہلوکین کے اہل خانہ ومتعلقین سے اظہار تعزیت کرتا ہے اور کیرالہ کی صوبائی جمعیت اہل حدیث (ندوۃ المجاہدین) کی اس سلسلہ میں خدمات کو بنظر تحسین دیکھتا ہے۔ علاوہ ازیں مرکزی وصوبائی حکومتوں سے متاثرین کی راحت رسانی وبازآبادکاری کا مطالبہ کرتا ہے اور متاثرہ علاقوں کے باشندگان سے اپیل کرتا ہے کہ ان مشکل حالات میں وہ صبر وتحمل کا مظاہرہ کریں اور آپسی بھائی چارہ اور بلالحاظ مسلک ومذہب باہمی تعاون کا خاص خیال رکھیں۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس ملک کے اکثر حصوں میں شدید گرمی اور بارش کی قلت کے پیش نظر صلوٰۃ استسقاء کا اہتمام کرنے کی تاکید کرتا ہے اور علماء کرام وائمہ وخطباء حضرات کی توجہ اس جانب مبذول کراتا ہے۔

☆ مجلس عاملہ کا یہ اجلاس فلسطین خصوصاً غزہ پر اسرائیلی جارحیت، ظلم وتشدد، نسل کشی، غیرانسانی سلوک کی بھرپور مذمت کرتا ہے اور عالمی برادری کی خاموشی اور اسلامی ممالک کی تماشہ بینی پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ ظالم وغاصب اسرائیل نے انسانیت پر مظالم کے جو پہاڑ توڑے ہیں اس کی ماضی میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ غزہ کے مظالم کی داستان انسانیت کی پیشانی پر ایک کلنک اور بدنما داغ ہے۔ لہٰذا یہ اجلاس اقوام عالم سے پرزور اپیل کرتا ہے کہ وہ فلسطینیوں پر ہو رہے مظالم کی روک تھام اور ان کے حقوق کی بحالی وبازیابی کے لیے ٹھوس اقدامات کرتے ہوئے انسانیت نوازی کا ثبوت پیش کریں۔

☆ مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، یادگار سلف، نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند اور معروف ادیب سید عبدالقدوس اطہر نقوی، صوبائی جمعیت اہل حدیث دہلی کے امیر معروف عالم دین مولانا عبدالستار سلفی، جامعہ سلفیہ بنارس کے سابق استاذ معروف عالم دین مولانا عبیداللہ طیب مدنی مکی، ہندوستان کی مشہور دینی دانشگاہ جامعہ دارالسلام عمرآباد کے جنرل سکریٹری اور آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے نائب صدر معروف عالم دین مولانا کاکا سعید احمد عمری، امیر ضلعی جمعیت اہل حدیث ہوڑہ و نائب امیر صوبائی جمعیت اہل حدیث مغربی بنگال اشفاق حسین خان، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق آرگنائزر خطیب ومدرس اور معروف عالم دین مولانا ابوالوفا، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سابق امیر حافظ محمد یحییٰ دہلوی رحمہ اللہ کی اہلیہ، جامعہ اسلامیہ سلفیہ عبداللہ پور، جھارکھنڈ کے شیخ الحدیث وشیخ الجامعہ استاذ الاساتذہ مولانا اشرف الحق رحمانی، معروف عالم دین وخطیب شہیر مولانا محمد جرجیس سراجی صاحب کے والد گرامی حافظ محمد الیاس اٹاوی، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے رکن عاملہ وشوریٰ جناب منصور احمد قریشی عرف دادو بھائی کے بڑے بھائی قاسم جناب اعجاز احمد قریشی، جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض کے سابق پروفیسر، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے سرپرست اور جامعہ ابو ہریرہ الاسلامیہ لال گوپال گنج کے مؤسس ورئیس، عالم اسلام کے معتبر عالم دین اور مشہور مؤلف ومحقق ڈاکٹر عبدالرحمٰن فریوائی صاحب حفظہ اللہ کے بڑے بھائی ماسٹر اشفاق الرحمٰن، مقامی جمعیت اہل حدیث ''آلور'' ڈاونگرہ (کرناٹک) کے مؤسس جناب احمد صاحب، صوبائی جمعیت اہل حدیث مدھیہ پردیش کے سابق ناظم مولانا عبیدالرحمٰن وفا صدیقی صاحب کی بھانجی، صوبائی جمعیت اہل حدیث متحدہ آندھرا پردیش کے سابق امیر اور جنوبی ہند کی مشہور دینی دانشگاہ جامعہ محمدیہ رائے درگ کے سابق شیخ الحدیث وسابق ناظم، معروف صاحب قلم، استاذ الاساتذہ مولانا عبدالباسط ریاضی اور مرکزی جمعیت کے کارکن مولانا نوشاد احمد سلفی کی والدہ وغیرہ کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مذکورہ تمام شخصیات کی نیکیوں کو قبول فرماکر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، جملہ پسماندگان، لواحقین اور اعزہ واقارب کو صبر جمیل کی توفیق اور قوم وملت اور جماعت وجمعیت کو ان کا نعم البدل دے آمین یارب العالمین

☆☆☆

مرکزی جمعیت کی پریس ریلیز

بنگلہ دیش کے حالات پر تشویش اور امن وسکون کی بحالی کی اپیل

دہلی، ۷/اگست ۲۰۲۴ء، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے امیر مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی نے پڑوسی ملک بنگلہ دیش کے تناظر میں کہا ہے کہ بدقسمتی سے دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف انداز میں خلفشار اور خانہ جنگی کی کیفیت برپا ہے۔ خصوصا بعض مسلم ممالک میں اس طرح کے حالات پیدا ہوتے رہے ہیں۔ حالیہ دنوں پڑوسی ملک بنگلہ دیش بحرانی کیفیت سے دوچار ہوا ہے اور اس میں مظاہرے ہوئے یہاں تک کہ حکمران جماعت مستعفی ہوگئی اور حکومت تحلیل کردی گئی۔ احتجاجات کا سلسلہ دراز ہوا اور اس میں بعض پرجوش عناصر شریک ہوئے جنہوں نے حکومتی املاک سے لیکر عوامی جائدادوں تک کو نقصان پہنچایا۔ جیسا کہ سننے میں آیا ہے بنگلہ دیش میں موجود اقلیتیں بھی ان حالات سے متاثر ہوئیں۔ کیونکہ ایسے موقعہ پر کچھ غلط عناصر کچھ ایسے اقدامات کرجاتے ہیں جن سے اقلیتوں اور کمزور طبقات کو نقصان پہنچتا ہے۔ موجودہ حالات میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ اقلیتوں سمیت سب کی حفاظت، حکومت سے لیکر عوام تک سب کی ذمہ داری ہے۔ یہ خوش آئند بات ہے جسے بعض اخبارات نے اپنی رپورٹ میں شائع کیا ہے کہ خود مسلمان عوام اور نوجوان اپنے غیر مسلم بھائیوں کی مکمل حفاظت کے ساتھ اپنے دیرینہ تعلقات اور بھائی چارے کو برقرار ہی نہیں رکھے ہوئے ہیں بلکہ اس میں وہ بڑھ چڑھ کر اپنے بھائیوں کی ہمت افزائی اور حفاظت ومعاونت کے لیے کھڑے ہیں۔

معاملہ کہیں کا بھی ہو اگر غلط عناصر کسی بھی قسم کی تخریبی کارروائیاں انجام دیتے ہیں وہ لائق مذمت ہیں۔ اسی طرح جو لوگ اس طرح کے مواقع پر اپنی جان ومال کی پرواہ کیے بغیر اپنی اقلیتوں اور کمزور طبقات کی حفاظت اور مدد کرتے ہیں ان کا یہ عمل لائق تحسین اور ذمہ دارانہ ہے۔ ہر ملک ومعاشرے میں ایسے لوگ بھاری اکثریت میں ہیں اور وہ موقع پڑنے پر اپنی انسانیت نوازی اور ذمہ داری کا حق ادا کرتے ہیں۔ اللہ کرے کہ جہاں کہیں بھی ایسے حالات ہیں بالخصوص پڑوسی ملک بنگلہ دیش، وہاں حالات جلد بہتر ہوجائیں اور پوری طرح حالات معمول پر آجائیں اور ایک بار پھر عوام وخواص اطمینان وسکون سے اپنے ملک کی تعمیر وترقی میں جٹ جائیں۔

امیر محترم نے موجودہ ناگفتہ بہ حالات پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے موجودہ حکام سے اپیل کی ہے کہ وہ امن وسکون کی بحالی کے لیے مؤثر اقدامات کریں اور سب کی بالخصوص اقلیتوں کی جان ومال کی حفاظت اور ہر طرح کی راحت کی فراہمی کو یقینی بنائیں۔

ملک وملت اور انسانیت کی تعمیر وترقی اور امن وشانتی کے لئے نعمت آزادی کی قدر کریں: مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے اعلیٰ تعلیمی وتحقیقی ادارہ المعہد العالی للتخصص فی الدراسات الاسلامیہ، نئی دہلی میں تقریب یوم آزادی کا انعقاد اور پرچم کشائی

دہلی ۱۶/اگست ۲۰۲۴ء، یوم آزادی تمام دیش واسیوں کو مبارک ہو! بلاشبہ یہ تاریخی دن جشن ومسرت کے ساتھ نفس کا محاسبہ کرنے، ملکی، ملی، سماجی اور انفرادی سطح پر اپنا جائزہ لینے، نعمت آزادی کی حفاظت کرنے، وطن عزیز کو تعمیر وترقی کے آسمان پر پہنچانے اور اسے امن وشانتی اور الفت ومحبت کا گہوارہ بنائے رکھنے کے لئے تجدید عہد کا بھی دن ہے۔ ان خیالات کا اظہار مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند نے کیا۔ موصوف کل مورخہ ۱۵/اگست ۲۰۲۴ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند کے اعلیٰ تعلیمی وتحقیقی ادارہ المعہد العالی للتخصص والدراسات الاسلامیہ، واقع اہل حدیث کمپلیکس، جامعہ نگر، نئی دہلی میں منعقد تقریب یوم آزادی میں پرچم کشائی کے بعد حاضرین کو خطاب کررہے تھے۔

امیر محترم نے کہا کہ ہم ملک وبیرون ملک آج دیش واسی جشن آزادی منارہے ہیں۔ یہ خوشیاں ہمیں کئی سو سال کی مسلسل خونیں جدوجہد اور بے شمار جانی ومالی قربانیوں کے بعد نصیب ہوئی ہیں۔ جب برطانوی استعمار نے ملک کے اندر ایسٹ انڈیا کمپنی کے نام پر قدم جمانے شروع کئے تھے۔ تو اس وقت سب سے پہلے شاہ ولی اللہ دہلوی نے اس سازش کو محسوس کیا تھا اور اہل وطن کو اس سازش سے متنبہ کیا تھا۔ لیکن ہماری یہ سادہ لوحی یا غفلت ''لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی'' کے مصداق ثابت ہوئی۔

انہوں نے مزید کہا کہ جدوجہد آزادی کی داستان نہایت المناک اور خونچکاں ہے۔ علمائے کرام خصوصاً علمائے اہل حدیث نے لیلائے آزادی کے حصول کے لئے بے شمار جانی ومالی قربانیاں پیش کیں۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے سب سے پہلے انگریزوں کے خلاف آزادی وطن کے لئے جہاد کا فتویٰ دیا تھا۔ جسے ان کے بھتیجے وقت کے اسکندر عزم شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ نے عملی جامہ پہنایا تھا۔ حالانکہ وہ مروجہ بیعت کے قائل نہیں تھے لیکن جب وطن کی بات آئی، انسانیت کی بات آئی اور کتاب وسنت

کی بات آئی تو انہوں نے سید احمد شہیدؒ کے ہاتھ پر بیعت کی کہ

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوتِ ہادی　　زمیں ہند کی جس نے ساری ہلا دی

امیر محترم نے اپنے خطاب میں کہا کہ آزادی کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ ہم ملک کو اپنی پراپرٹی سمجھ کر جس طرح چاہیں اسے لوٹیں کھسوٹیں ، اس میں نفرت وعداوت کو ہوا دیں، تاریخی قومی یکجہتی اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو تارتار کرتے پھریں ۔ہماری اسی طرح کی بداندیشیوں ،آپسی ناچاقیوں ،راجاؤں اور نوابوں کی باہم چپقلشوں اور لڑائیوں اور ’’گھر پھوٹے گنوار لوٹے‘‘ کی حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے تحریک شہیدین شکست سے دوچار ہوئی۔جس کی وجہ سے پورے دیش میں مایوسیوں کے بادل چھاگئے ۔ایسے نازک وقت میں عظیم آباد پٹنہ کے محلّہ صادقپور کے مولانا عنایت علی، مولانا ولایت علی، مولانا یحییٰ علی جیسے جیالے علماء اٹھے۔انگریزوں کے خلاف بھرپور جدوجہد کی، اصلاح وترقی اور دعوتِ جہاد کی جو شمع شہیدان بالاکوٹ نے جلائی تھی اسے ازسرنو فروزاں کیا۔جس کے پاداش میں وہ گھر اور جائداد سے بے دخل کئے گئے۔ پابجولاں عبور دریائے شور کرائے گئے۔کالاپانی کی المناک وپتا پانی کردینے والی زندانی کو سہن کیا اور تختۂ دار پر چڑھائے گئے۔جو تاریخ کے اوراق میں سنہرے حروف سے لکھے ہوئے ہیں اور جس کا حسن اعتراف ملک کے پہلے وزیراعظم پنڈت نہرو نے بھی کیا تھا۔

امیر محترم نے خطاب میں جدوجہد آزادی کے حوالے سے اہل حدیث علماء کی قربانیوں خصوصاً قصوری علماء، رمضان پوری علماء، مبارکپوری علماء، امرتسری علماء، صادقپوری علماء کا بطور خاص ذکر کیا۔اور کہا کہ مسلمانوں نے جب ’’ہندو مسلم سکھ عیسائی، آپس میں سب بھائی بھائی‘‘ کا تاریخی نعرہ دیا تھا تو پورے ملک کے عوام وخواص نے پوری یکجہتی کے ساتھ جدوجہد آزادی میں شامل ہوکر استعماری طاقت کو دیش نکالا دیا تھا۔آج اسی اتحاد واتفاق، یکجہتی، الفت ومحبت اور جذبہ حب الوطنی کی ضرورت ہے۔

امیر محترم نے مزید کہا کہ کہا کہ آج بھی مدارس دینیہ کے اندر اسی جذبۂ حب الوطنی اور پیام انسانیت کی تعلیم دی جاتی ہے۔اور اس کے روحانی آنگن میں سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا، غربت میں ہوں اگر ہم رہتا ہے دل وطن میں جیسے پاکیزہ احساسات وجذبات کی آبیاری کی جاتی ہے۔امیر محترم نے اس حوالے سے متعدد عربی اشعار اور نثری شہ پارے پیش کیے جو مدارس میں پڑھائے جاتے ہیں اور کہا کہ آیئے ہم عہد کریں کہ ہم دل وجان سے اس نعمت آزادی کی حفاظت کریں گے اور ملک کو امن وشانتی کا گہوارہ، محبت ویک جہتی کا منارہ اور تعمیر وترقی کا نشان امتیاز بنائیں گے۔

پریس ریلیز کے مطابق اس اہم موقع پر المعہد العالی میں پرچم کشائی کے بعد دیش گان جن گن من، اور قومی ترانہ سارے جہاں سے اچھا گایا گیا اور حاضرین کے درمیان شیرینی تقسیم کی گئی۔اس موقع پر مفتی جمیل احمد مدنی، ڈاکٹر محمد شیث ادریس تیمی، مولانا محمد رئیس فیضی، ڈاکٹر عبدالواسع تیمی ،رحمت کلیم وغیرہ اساتذہ اور طلباء وکارکنان معہد واحباب جمعیت اور ایاز تقی، انور عبدالقیوم وغیرہ معززین موجود تھے۔

☆☆☆

تاریخ ردقادیانیت اور خدمات اہل حدیث کے سلسلہ میں معلومات کا خزانہ

ڈاکٹر بہاءالدین حفظہ اللہ کے قلم سے

تحریک ختم نبوت (1 تا 25 جلدیں)

تاریخ اہل حدیث (1 تا 9 جلدیں)

مکتبہ ترجمان کی مطبوعات پر 50% کی رعایت، مدارس، جامعات، مکتبات اور تاجران کتب درج ذیل پتہ سے طلب کریں۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ ترجمان

اہل حدیث منزل، 4116، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ 110006

فون: 011-23273407، فیکس: 011-23246613

جامعہ ابی ہریرہ الاسلامیہ، لال گوپال گنج میں جشن یوم آزادی اور فریوائی ایوارڈ کی پر وقار تقریب کا انعقاد: جامعہ ابی ہریرہ الاسلامیہ (دارالدعوۃ) لال گوپال گنج، پریاگ راج میں ہر سال کی طرح امسال بھی یوم آزادی کی تقریب پورے اہتمام سے منعقد کی گئی۔ جس کا آغاز ناظم جامعہ محترم جناب مولانا محمد حسان خان صاحب کے بدست پرچم کشائی سے ہوا۔ بعدہ طلبہ نے قومی ترانہ اور ترانہ ہندی اور دیگر نظمیں پیش کیں، نیز اردو اور ھندی میں خطاب کیا۔ پھر بانی وسرپرست جامعہ فضیلۃ الدکتور عبدالرحمٰن بن عبدالجبار الفریوائی/ حفظہ اللہ تعالیٰ نے (آزادی ھند کی سرگزشت کا جائزہ) کے عنوان سے نہایت وقیع، معلومات افزا اور اہم خطاب کیا جو تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ جاری رہا۔ اس میں انہوں نے بالخصوص تحریک شہیدین کی تاریخ اور اس کے دوررس اثرات کا تفصیلی تذکرہ کیا، اور تحریک آزادی وطن میں علماء اہل حدیث کے کردار پر روشنی ڈالی، نیز ان کی اصلاحی ودعوتی سرگرمیوں اور ان کے نتائج کا ذکر کیا، یہ اہم مجلس اذان ظہر کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

دوسری اہم علمی نشست اسی دن بعد صلاۃ عصر تا عشاء منعقد ہوئی جس میں فضیلۃ الشیخ اصغر علی امام مہدی سلفی/ حفظہ اللہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، بحیثیت مہمان خصوصی تشریف فرما رہے، جس میں فضیلۃ الشیخ احمد مجتبیٰ بن نذیر عالم سلفی، مدنی/ حفظہ اللہ تعالیٰ، شیخ الحدیث جامعۃ ابی ہریرۃ الاسلامیہ، لال گوپال گنج کو ان کی طویل علمی و دعوتی خدمات پر عبدالجبار فریوائی ایوارڈ (۱۴۴۶ھ ۲۰۲۴ع) سے نوازا گیا۔ موصوف کو یہ ایوارڈ محترم امیر جمعیت کے بدست سونپا گیا جو کہ توصیفی سند اور نقد انعام پر مشتمل تھا۔ واضح رہے کہ یہ ایوارڈ محترم جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن پریوائی صاحب/ حفظہ اللہ تعالیٰ اپنی جیب خاص سے اپنے والد محترم جناب عبدالجبار فریوائی رحمہ اللہ کی نسبت سے ہر سال کسی علمی شخصیت کو عطا کرتے ہیں، اور اب تک محترم فضا ابن فیضی، ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری، مولانا رئیس الاحرار ندوی، مولانا محمد اسحاق بھٹی، رحمہم اللہ تعالیٰ، اور مولانا محفوظ الرحمٰن فیضی/ حفظہ اللہ تعالیٰ جیسی شخصیات سمیت متعدد اہل علم کو اس ایوارڈ سے نوازا جاچکا ہے۔

اس مناسبت سے امیر محترم/ حفظہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تاثراتی خطاب میں فرمایا کہ: یہ ایوارڈ علم اور اہل علم کی تکریم کا محض ایک مظہر ہے، ورنہ عالم کی تکریم تو فرشتے بھی کرتے ہیں کہ طلبہ علم کے لئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں، اور عالم کی اصلی تکریم تو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے گا۔ امیر محترم/ حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر طلبہ علم کو محنت ودلجمعی سے تحصیل علم پر ابھارا، اور اس سلسلے میں سلف صالحین کی سیرت سے طلب علم میں انتھک محنت اور کوشش کی مثالیں پیش کیں۔

اس تاثراتی خطاب کے علاوہ امیر محترم/ حفظہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی خطاب بعد صلاۃ مغرب ہوا جس میں انہوں نے طلبہ کو اپنی قدر وقیمت پہچاننے اور قوم وملت کو ان سے وابستہ توقعات پر پورے اترنے کے لئے کمربستہ اور تیار ہونے پر ابھارا اور کہا کہ آپ ہی لوگ مستقبل کے مردمیدان اور ملت کے معمار اور سرمایہ ہیں۔ اس علمی مجلس میں ذمہ داران جامعہ، اساتذہ وطلبہ کے علاوہ قرب وجوار اور پریاگ راج وپرتاپ گڑھ سے باذوق وعلم نواز حضرات نے شرکت کی، بنارس سے مشہور شاعر جناب شاد عباسی صاحب نے اپنی پیرانہ سالی اور گوناگوں عوارض کے باوجود اس پروگرام میں شرکت کرکے اس کی رونق کو دوبالا کیا، اور اپنے کلام سے سامعین کو محظوظ کیا اس طرح یہ پروگرام رات نو بجے تک جاری رہا۔ (ازھر بن عبدالرحمٰن الرحمانی، وکیل الجامعہ جامعہ ابی ہریرہ الاسلامیہ، لال گوپال گنج، پریاگ راج، یوپی) ☆☆

مکتبہ ترجمان کی تازہ پیشکش

کتاب الآداب

مؤلف: فؤاد بن عبدالعزیز الشلھوب

مترجم: محمد نعیم محمد شفیع سلفی

تقدیم: مولانا اصغر علی امام مہدی سلفی

صفحات:665 قیمت:-/300

مکتبہ ترجمان کی

نصابی کتابیں

چمن اسلام قاعدہ 36/-

چمن اسلام اول 30/-

چمن اسلام دوم 36/-

چمن اسلام سوم 40/-

چمن اسلام چہارم 40/-

چمن اسلام پنجم 50/-

چمن اسلام مکمل سیٹ 232/-

اہل حدیث منزل کی تعمیر وتکمیل کے لیے

محترم و غیور ائمہ، خطباء، متولیان مساجد اور ذمہ داران جمعیات سے پُر زور اپیل اور التماس

اہل حدیث منزل میں چوتھی منزل کی چھت کی ڈھلائی کا کام ہوا چاہتا ہے اور دیگر تینوں منزلوں کی صفائی کی تکمیل کے لیے آپ سے گزارش ہے کہ آنے والے جمعہ میں باضابطہ طور پر اپنی مسجدوں میں اس کے تعاون کے لیے پرزور اعلان فرمائیں اور مندرجہ ذیل کھاتے میں رقم ارسال فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام بنائیں اور اس صدقہ جاریہ میں شریک ہوں۔

تعاون کے طریقے: (۱) سیمنٹ، سریا، روڑی، بدرپور، ریت (۲) نقد رقم (۳) کاریگروں اور مزدوروں کی اجرت کی ادائیگی (۴) کھڑکی، دروازہ، پینٹ، رنگ وروغن کا سامان یا قیمت مہیا کرا کے تعاون فرمائیں اور مال واولاد اور اعمال صالحہ میں برکت پائیں۔

Markazi Jamiat Ahle Hadees Hind

A/c: 629201058685

ICICI Bank (Chandni Chowk Branch)

RTGS/NEFT IFSC Code-ICIC0006292